

أولاد رسول علیهم السلام اور جنازه بتول سلام الله علیها

مؤلف

الشیخ آصف علی نجفی

اولادِ رسول علیہم السلام اور جنازہ بتول علیہا السلام

تالیف

الشیخ آصف علی نجفی

کتاب: اولادِ رسول علیہم السلام اور جنازہ بتول علیہا السلام
تالیف: الشیخ آصف علی نجفی
معاون: قبلہ السید نسیم عباس کاظمی صاحب
نظر ثانی: قبلہ فیاض حسین جوادی صاحب
طبع اوّل: 2022

ملنے کا پتہ حوزہ علمیہ نجف اشرف عراق
رابطہ نمبر 00964/7509258423
رابطہ نمبر 964/751 094 0521+

فہرست کتاب

Content

انتساب

میں اپنی یہ مختصر اور عاجزانہ کاوش کو اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام انتساب کرتا ہوں اور روز قیامت اس کاوش کو اپنی شفاعت کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین وبه نستعین وهو خیر المعین والصلاة والسلام علی سید نا و نبیّنا ابی القاسم محمد وعلی آله الطیبین الطاہرین ولعنة الله علی اعدائهم اجمعین﴿ إِنَّ اللّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ * ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ وَاللّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے تم جہان کے لوگوں میں آدم کو اور نوح کو ابراہیم کے خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمالیا کہ یہ سب آپس میں ایک دوسرے کی نسل سے ہیں اور اللہ تعالی سنتا، جانتا ہے۔[1]

تمام تعریفیں رب ذوالجلال والاکرام کیلئے ہیں جو ارض وسماء کا مختار ہے جس نے کائنات کی تخلیق فرمائی اور انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطاء کر کے انسانوں پر عظیم احسان فرمایا، درود سلام ہو نبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل اطہار علیہم السلام پر جن کے بابرکت وجود کے صدقہ میں اس کون ومکان کو وجود بخشا گیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول علیہم السلام پر درود سلام بھیجنے کے بعد اس کتاب کی غرض

[1] ۔ {آل عمران/33،34}

تالیف کو بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

عرصہ دراز سے شیعہ و سنی دونوں مکاتب فکر کے مابین مسئلہ بنات رسول ﷺ اور امامت جنازہ بتول علیہا السلام معرکہ آراء بنا چلا آرہا ہے بندہ ناچیز نے اس اختلاف کا علمی اور تحقیقی حل اپنے قارئین کی پیش نظر کرنے کی سعی کی ہے۔

اہل سنت حضرات حضرت عثمان بن عفان کی قدر و منزلت کو چار چاند لگانے کی خاطر اس بات پر مصر ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں جن میں سے دو (رقیہ اور ام کلثوم رض) یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے بیاہی گئیں اور اس کے برعکس محققین علماء تشیع کا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ختمی المرتبت محمد رسول ﷺ کو تین بیٹے اور ایک بیٹی خاتون قیامت عطاء فرمائی، میں نے اپنی اس تالیف منیف (اولاد رسول علیہم السلام اور جنازہ بتول علیہا السلام میں فقط دو موضوع زیر بحث لائے ہیں۔

ا: قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹی ایک ہی ہے جس کا لقب بتول عذرا علیہا السلام ہے اور بتول علیہا السلام اس مخدومہ کائنات بی بی علیہا السلام کو کہا جاتا جسے نہ کبھی مصلی عبادت سے روک سکے اور نہ قرآن تلاوت سے روک سکے زینبِ ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنھن نبی کریم ﷺ کی پالک بیٹیاں ہیں نہ کہ صلبی۔

۲: اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے کہ بنت رسول جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نمازِ جنازہ ان کے شوہر نامدار علی بن ابی طالب علیہ السلام نے پڑھائی اور انہیں رات کی تاریکی میں لحد کے سپرد کیا اور ان لوگوں کو بی بی پاک کی رحلت کی اطلاع تک نہ دی جن پر جناب سیدہ علیہا السلام غضب ناک تھیں۔

آخر میں خدا کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ جیسے طفل مکتب اور ناچیز کی اس قلیل سی کاوش کو اپنی بارگاہ الٰہی میں بحق سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس مختصر سی تحریر کو میرے لیے توشہ آخرت قرار دے۔

میں اپنے پرودگار کا بے حد شکر گزار ہوں جس نے آل کساء کے صدقے میں مجھ جیسے کم علم و طفل مکتب کو اتنی ہمت اور توفیق عطا فرمائی میرے ذہن کو جولانی و قلم کی روانی عطاء فرمائی جس سے دفاع مذہب اہل بیت علیہم السلام کا شرف اور سعادت نصیب ہوئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی اولاد کا بیان

شیعہ محققین کے نزدیک اللہ تعالی نے اپنے حبیب محمد مصطفی ﷺ کو جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے بطن اطہر سے دو بیٹے جناب قاسم اور جناب عبد اللہ علیہما السلام عطاء فرمائے اور ایک بیٹی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام عطا فرمائی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جناب ماریہ قبطیہ علیہا السلام کے بطن اطہر سے ایک بیٹا عطاء فرمایا جو جناب ابراہیم علیہ السلام کے نام سے معروف ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ

نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ باصفا جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام ہیں اور ان کی حین حیات میں آنحضرت ﷺ نے ان کے احترام کی وجہ سے کسی دوسری عورت کو عقد زوجیت میں نہیں لیا تھا جناب خدیجہ بنت خویلد علیہا السلام کی ولادت 556 عیسوی میں ہوئی اور وفات 619 عیسوی بعثت کے دسویں سال 64 سال کی عمر مبارک میں ہوئی شادی کے وقت جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کی عمر مبارک 40 سال تھی اور جبکہ نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک 25 سال تھی جناب ابو طالب علیہ السلام نے 595 عیسوی بعثت سے 15 سال قبل 9 شوال کو نبی کریم ﷺ اور جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کا عقد پڑھا حق مہر 500 طلائی درہم قرار پایا۔

خطبہ نکاح

جناب ابو طالب علیہ السلام نے ان کلماتِ میں اپنی لسان مبارک پر خطبہ نکاح جاری کیا اور یہ کلماتِ ان کے کامل الایمان ہونے کی بدرجہ اتم عکاسی کرتے ہیں

''فخطب أبو طالب فقال: الحمد لله الذي جعلنا من زرع إبراهيم وذرية إسماعيل وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحكام على الناس وبارك لنا في بلدنا الذي نحن به، ثم إن ابن أخي محمد بن عبد الله لا يوزن برجل من قريش إلا رجح ولا يقاس بأحد إلا عظم عنه، وإن كان في المال قل فإن المال رزق حائل وظل زائل''۔ [1]

اس مخدومہ کائنات بی بی علیہا السلام نے اپنی زندگی کی 25 شاداب بہاریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزاریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا تعارف

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا مختصر سا تعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں

جناب قاسم علیہ السلام: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب بڑے بیٹے جناب قاسم علیہ السلام ہیں جن کی

[1] اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الیعقوبی ج 1-2 ص 14 ذکر تزویج خدیجہ بنت خویلد، تالیف، احمد بن اسحاق یعقوبی متوفی 292ھ

ولادت 598 عیسوی میں ہوئی اور بعثت سے پہلے ہی دوسال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں رحلت فرما گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت انہیں کے نام پر ہے یعنی ابو القاسم۔

مروی ہے کہ جب جناب قاسم علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جنازہ کے پاس کھڑے ہو کر مکہ کے اطراف میں موجود ایک پہاڑ کی طرف نگاہ کرکے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: "یا جبل لو ان ما بی بك لهدك" اے کوہ! قاسم کی موت سے جو مجھ پر گزری، اگر تجھ پر گزرتی تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔[1]

ایک دوسری روایت میں وارد ہوا کہ ہے ایک دن جناب قاسم علیہ السلام کی وفات کے بعد جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام گریہ فرما رہی تھیں اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے اس مخدومہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے سینے میں قاسم کیلئے دودھ جمع ہو چکا ہے آگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کی دودھ پلانے کی مدت مکمل کرتی اور میرے لیے اس کا فراق آسان ہو جاتا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشت میں اس کو دودھ پلانے والی اس کی مدت رضاعت

[1] ۔ اہل سنّت حضرات کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ج2 ص21 ذکر وفات القاسم ابن رسول اللہ تالیف احمد بن اسحاق بن جعفر یعقوبی متوفی292ھ

مکمل کر دے گئی مزید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے بہشت میں اس کی آواز سنا سکتا ہوں اس پر مخدومہ کائنات علیہا السلام نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں۔[1]

جناب عبداللہ علیہ السلام: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے بیٹے جناب عبداللہ علیہ السلام ہیں جو طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کی ولادتِ 611 عیسوی بعثت کے بعد ہوئی اور ایک سال چھ ماہ آٹھ دن تک زندہ رہے اور مکہ مکرمہ میں رحلت فرما گئے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسرے بیٹے جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں جو 8 ہجری جناب ماریہ قبطیہ علیہا السلام کے بطن اطہر سے پیدا ہونے یہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً 16 ماہ تک زندہ رہے اور مدینہ منورہ میں رحلت فرما گئے جب ابو رافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس فرزند کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو اس بشارت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو رافع کو ایک غلام عطاء فرمایا اور ساتویں روز اس بیٹے کا عقیقہ کیا جس میں دو مینڈھے ذبح کرائے سر منڈایا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی اور بال زمین میں دفن کیے۔[1]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: الروض الأنف في شرح السيرة النبوية ج2 ص157 ذکر خدیجہ الکبریٰ ،المولف: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581) المحقق: عمر عبد السلام السلامي الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت الطبعة: الطبعة الأولى، 1421ھ- / 2000م

شیعہ نقطہ نظر سے رسول خدا ﷺ کی صلبی بیٹی ایک

آنحضرت ﷺ کی صلبی بیٹی ایک ہی ہے جو جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے اسم مبارک سے معروف اور مشہور ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام ہیں اور جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام کی ولادت 20 جمادی الثانی بعثت کے پانچویں سال بروز جمعۃ المبارک مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی ان کے دونوں بھائی جناب قاسم اور جناب عبد اللہ علیہما السلام داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔

جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی شادی کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی پیش نظر جناب سیدۃ نسا العالمین علیہا السلام کی متبرک شادی خانہ آبادی کا مختصر سا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

زرہ فروخت کرنے کا بیان

بعض مہاجرین نے مولا علی علیہ السلام کو جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے رشتہ کی خواست گاری کا مشورہ دیا اس پر آپ علیہ السلام نے کچھ وقت کے لیے غور وفکر اور

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ذخائر العقبی فی مناقب ذوالقربی، ص 153 ، الفصل الثالث ذکر اولاد رسول ص، تالیف العلامہ محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری متوفیٰ694ھ دار المعرفۃ بیروت لبنان

توقف سے کام لیا بلا آخر آپ علیہ السلام دو تین بار پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر تو ہوئے لیکن شدت حیا کی وجہ سے اپنا ما فی الضمیر بیان کرنے سے قاصر رہے لیکن تیسری بار آپ علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے رشتہ کی خواستگاری کر ہی لی جس پر پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! حق مہر ادا کرنے کے لیے آپ کے پاس مال دنیا میں سے کیا کچھ ہے؟

جس پر امام علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یک حطمیہ نامی زرہ، ایک اونٹ اور ایک تلوار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تلوار جہاد کیلئے رکھ لو اونٹ پانی پہنچانے کی ضرورت کیلئے رکھ لو اور زرہ کو فروخت کر دو، یہ زرہ غزوہ بدر کے مال غنیمت میں آئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ زرہ مولا علی علیہ السلام کو عطاء فرمادی۔

ابن منظور اس ذرہ کے متعلق لکھتا ہے ''وَكَانَ لِعَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، دِرْعٌ يُقَالُ لَهَا الحُطَمِيَّةُ، وَفِي زَوَاجِ فَاطِمَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنه قَالَ لِعَلِيٍّ أَيْنَ دِرْعُكَ الحُطَمِيَّةُ؟ هِيَ الَّتِي تَحْطِمُ السُّيُوفَ''۔

ترجمہ: مولا علی علیہ السلام کی ایک زرہ تھی جسے حطمیۃ کہا جاتا ہے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی شادی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام سے پوچھا آپ کی زرہ

حطمیہ کہاں ہے یہ زرہ تلواروں کو توڑ دیا کرتی تھی۔[1]

مولا علی علیہ السلام نے اس زرہ کو 500 درہم میں فروخت کر دیا اور اس کی قیمت فروخت حق مہر کی ادائیگی کیلئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دی گویا یہ زرہ جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا حق مہر قرار پائی۔

حکم الٰہی اور جناب بتول علیہا السلام کی شادی

اب میں اپنے محترم قارئین کی پیش نظر وہ حدیث مبارکہ کرنا چاہتا ہوں جس میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ جناب علی و بتول علیہما السلام کی شادی امر الٰہی سے طے پائی۔

جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے "عن ابن مسعود انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ أمرنی ان ازوج فاطمۃ من علی"۔

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی شادی علی علیہ السلام سے کر دیں۔[2]

[1] ۔ کتاب لسان العرب ج 12 ص 140, مادہ حرف الحاء تالیف العلامہ محمد بن مکرم بن علی أبو الفضل جمال الدین ابن منظور الانصاریٰ افریقی متوفیٰ، 771ھ

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب در السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابۃ ص 216 فصل فی مناقب علی بن ابی طالب علیہما السلام ، مولف محمد بن علی شوکانی متوفیٰ 1250ھ تحقیق و دراسہ الدکتور حسین بن عبد اللہ العمری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی عظمت وجلالت عفت اور عصمت کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا ''لو لم يخلق الله علي بن أبي طالب ما كان لفاطمة كفو''۔

ترجمہ اگر اللہ تعالیٰ علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام کو خلق نہ فرماتا تو جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا کوئی ہمسر نہ ہوتا ایک دوسری روایت میں اس طرح سے وارد ہوا '' لولاك لما كان لها كفو على وجه الأرض''۔

ترجمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اے علی علیہ السلام! اگر آپ نہ ہوتے تو روے زمین پر جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا کوئی کفو نہ ہوتا۔[1]

تاریخ ازدواج

محققین کے نزدیک جناب سیدۃ نساءالعالمین علیہا السلام اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا عقد مبارک ہجرت کے دوسرے سال یکم ذوالحجہ کو غزوہِ بدر کے بعد مدینہ منورہ میں ہوا اور رخصتی عقد کے دس ماہ بعد ہوئی اس کی وجہ علامہ یوسفی غروی بیان فرماتے ہیں کہ رخصتی اور عقد کے درمیان تقریباً دس ماہ کا فاصلہ رکھنے کی دو وجہ ہو سکتیں ہیں۔

پہلی وجہ

[1] ۔ مناقب آل ابی طالب علیہ السلام ج2 ص29

صیغہ عقد دس ماہ پہلے اس لیے جاری کردیا گیا تاکہ دوسرے رشتہ مانگنے والے لوگوں کے لیے جواب واضح ہو جائے۔

دوسری وجہ

رخصتی میں دیر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جسمانی رشد و نما کے لحاظ سے مضبوط اور بہتر ہو جائیں۔[1]

علماء کرام فرماتے رخصتی کے وقت جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی عمر مبارک تقریبا نو سال تھی جبکہ مولا علی علیہ السلام کی عمر مبارک تقریبا اکیس سال تھی۔

گواہان نکاح کا بیان

اب میں جناب علی وبتول علیہما السلام کے عقد مبارک کے گواہوں کو اپنے قارئین کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں۔

عرشِ پر گواہان نکاح

''عن أنس رضي الله عنه قال: بينما رسول الله(صلّى الله عليه و سلّم)في المسجد، إذ قال(صلّى الله عليه و سلّم)لعلي (هذا جبريل يخبرني أن الله عز و جل زوجك فاطمة، و أشهد على تزويجك أربعين ألف ملك''۔

[1]۔ تاریخ تحقیقی اسلام، ج2، ص251، تالیف الشیخ یوسف غروی محمد ھادی۔

ترجمہ حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان مسجد میں تشریف فرماتھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں انھوں نے مجھے خوش خبری سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شادی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام سے عرشِ پر کر دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عقد پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ قرار دیا ہے۔[1]

موتیوں کا نچھاور ہونا

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی پیش نظر وہ روایت کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہوا ہے کہ جناب علی وبتول علیہما السلام کے عقد مبارک کے موقع پر آسمان سے یاقوت اور موتی نچھاور کئے گئے جس کے متعلق محب الدین طبری شافعی لکھتے ہیں

''وعن انس رض أوحى الله تعالى إلىشجرة طوبىأن انثري عليهم الدر و الياقوت فنثرت عليهم الدر والياقوت فابتدرت إليه الحور العين يلتقطن في اطباق الدر والياقوت إلى من فابتدرن إليه الحور العين يلتقطن في اطباق الدر والياقوت فهم يتهادونه بينهم إلىيوم االقيامة''۔

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ج 3 ص 146، ذکر أن اللہ زوج فاطمۃ علیا بمشھد من الملائکۃ، تألیف محب الدین طبری شافعی متوفی 596ھ

ترجمہ: جناب انس سے مروی ہے کہ جب عقد پڑھا جا چکا تھا تو اللہ تعالیٰ نے شجرہ طوبیٰ کو حکم دیا ان فرشتوں پر موتی اور یاقوت نچھاور کرے ان موتیوں اور یاقوتوں کو حور العین نے جلدی سے چنا انہوں نے ان موتیوں اور یاقوتوں سے کئی طشت بھر لیے جو قیامت تک کے لئے ایک دوسرے کو ہدیہ کرتی رہیں گئیں۔[1]

الشیخ مہدی حائری فرماتے ہیں ''ولقد وجد في زمان والد شيخنا البهائي درة في ظهر الكوفة مكتوب عليها هذان البيتان''۔

شیخ بہائی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حسین بن عبد الصمد حارثی بہائی متوفی 984ھ کے زمانہ میں پشت کوفہ سے ایک موتی ملا جس پر یہ دو شعر کندہ تھے!

أنا در من السماء نثروني | يوم تزويج والد السبطين
كنت أصفى من اللجين بياضا | صبغتني دماء نحر الحسين

ترجمہ: میں وہ موتی ہوں جسے حسنین علیہما السلام کی مادر گرامی کے عقد کے دن آسمان سے نچھاور کیا گیا ہوں میں دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا شہادت امام حسین علیہ السلام کے دن سے میں سرخ ہو چکا ہوں۔[2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ذخائر العقبی ص23، تصنیف العلامہ محمد محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبریٰ متوفیٰ596ھ دار المعرفۃ بیروت

[2] ۔ شجرہ طوبیٰ ص277 المجلس الثانی عشر: فی ذکر زفاف الصدیقہ فاطمہ، تالیف الشیخ محمد مھدی الحائری متوفی 1378ھ، ناشر دار الدین القیم بیروت لبنان

فرش پر گواہان نکاح

جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام اور امیر کائنات علی بن ابی طالب علیہما السلام کے فرش پر نکاح خواں خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے یہ عقد مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا تاریخ اسلام میں یہ مثالی شادی تھی جس کا عقد عرشِ پر بھی ہوا اور فرش پر بھی ہوا۔

فرشی حق مہر کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کو جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کے فرشی حق مہر کی مقدار کے متعلق آگاہ کرنا چاہتا ہوں حق مہر میں 500 درہم چاندی نقدی کی صورت میں ادا کی گئی اس نقدی کی تفصیل کچھ اس طرح سے بیان کی جائے گی مثلا درہم 3 ماشے 4 رتی نقدی کے برابر ہے ایک تولہ 12 ماشے کا ہوتا ہے وزن کے لحاظ سے ا، رتی کا وزن 8 چاول کے دانہ کے برابر ہے یہ ماشے کا آٹھواں حصہ بنتا ہے۔[1]

حساب

ٹوٹل حق مہر 500 درہم سکہ دار چاندی، ایک درہم تین ماشے چار رتی نقدی کے برابر، اگر سولہ رتیاں ملیں تو ایک ماشہ بنتا ہے اور ایک رتی کا وزن آٹھ

[1] ۔ بحوالہ فیروز اللغات ص 219 ص 370

چاول کے دانوں کے برابر ہے اور تین ماشے چار رتیاں چار سو سولہ چاول کے دانوں کے برابر ہیں چار سو سولہ دانے چاول جو کہ 3.25 ماشے بنتے ہیں جو کہ یہ ایک درہم کاوزن بنتاہے اور جب اس وزن کوٹوٹل حق مہر سے ضرب دی جائے تو یہ بنتے ہیں 1625 ماشے اور اس کو جب تولہ میں تبدیل کیاتو یہ بنتے ہیں 135.42 تولے موجودہ چاندی ریٹ کے مطابق یہ حق مہر بنتاہے۔219,380.4۔

تاریخ حساب 2022/27/7

سنت حق مہر کی مقدار

500 درہم چاندی وزن کی صورت میں یااس کی موجودہ قیمت اداکرنا سنت حق مہر ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''ان مهر المومنات خمس مائه وهو مهر السنة وقد يكون اقل من خمس مائة ولا يكون اكثر من ذلك ''۔

ترجمہ: مومن عورت کا سنت حق مہر پانچ سو درھم ہے اس بیان کردہ مقدار سے کم کرنا تو جائز مگر کچھ اس سے بڑھانا جائز نہیں۔[1]

[1] ۔ وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ ج7 ص 8 کتاب النکاح، تالیف الشیخ محمد بن حسن اکثر العاملی متوفیٰ1104ھ

فرش پر خطبہ نکاح

اب میں وہ خطبہ نکاح اپنے محترم قارئین کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی وبتول علیہما السلام کی شادی کے پر مسرت موقع پر اپنی لسان مبارک پر جاری فرمایا ''بسم الله الرحمٰن الرحيم الحمد لله الذي رفع السماء فبناها ، وبسط الأرض فدحاها ، وأثبتها بالجبال فأرساها وأخرج منها ماءها ومرعاها ، الذي تعاظم عن صفات الواصفين ، وتجلل عن تحبير لغات الناطقين، وجعل الجنة ثواب المتقين ، والنارعقاب الظالمين، وجعلني رحمة للمؤمنين ، ونقمة على الكافرين عباد الله ، إنكم في دار أمل ، بين حياة وأجل ، وصحة وعلل ، دار زوال ، وتقلب أحوال، جعلت سببا للارتحال فرحم الله امرءا قصر من أمله ، وجد في عمله ، وأنفق الفضل من ماله ، وأمسك الفضل من قوته ، فقدمه ليوم فاقته يوم تحشر فيه الأموات ، وتخشع فيه الأصوات ، وتنكر الأولاد والأمهات ، (وترى الناس سكارى وما هم بسكارى) (يومئذ يوفيهم الله دينهم الحق ويعلمون أن الله هو الحق المبين) (يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا وما عملت من سوء وتود لو أن بينها وبينه أمدا بعيدا) (فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره) ليوم تبطل فيه الأنساب ، وتقطع الأسباب ، ويشتد فيه على المجرمين الحساب ، ويدفعون إلى العذاب ، فمن زحزح على النار وادخل الجنة فقد فاز ، وما

الحياة الدنيا إلا متاع الغرور .أيها الناس ، إنما الأنبياء حجج الله في أرضه ، الناطقون بكتابه ، العاملون بوحيه ، وإن الله عز وجل أمرني أن أزوج كريمتي فاطمة بأخي وابن عمي وأولى الناس بي : علي بن أبي طالب ، والله عز شأنه قد زوجه بهافي السماء ، بشهادةالملائكة ، وأمرني أن أزوجه في الأرض، وأشهدكم على ذلك''۔[1]

عقد کے بعد حاضرین مسجد میں چھوہارے تقسیم کیے گئے۔

عرشی حق مہر کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کو جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کے عرشی حق مہر کے متعلق آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو مورخین نے کتب تاریخ میں رقم کیا ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے آسمانی حق مہر کے متعلق فرماتے ہیں ''وجعلت نحلتها من على خمس الدنيا وثلثي الجنة واربعةانهار فی الأرض: الفرات ودجله والنيل ونهر بلخ''۔

ترجمہ: کائنات کا پانچواں حصہ جنت کا ایک تہائی حصہ اور کرہ ارض پر واقع چار بڑے دریاؤں کو جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کے حق مہر میں رکھا گیا وہ دریا

[1] ۔ کتاب دلائل الامامۃ ص 16 خبر خطبتها عليها السلام، تصنیف لابی جعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری متوفیٰ 460ھ

مندرجہ ذیل ہیں دریائے فرات، دریات دجلہ، دریاے نیل اور نہر بلخ۔[1]
جیسا کہ روز عاشور کے ایک خطبہ میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ملتاہے جب قوم اشقیاء نے اولاد رسولِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانی بند کر دیا تو زھراء علیہا السلام کے لال نے قوم اشقیاء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اے قوم اشقیاء یہ پانی تو میری ماں کو حق مہر میں ملا تھا جو تم نے ہمارے اوپر بند کرر کھاہے اہل سنت مسلک سے تعلق رکھنے والے سنی عالم دین صائم چشتی جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کے آسمانی حق مہر کے متعلق رقمطراز ہیں کہ آسمانی نکاح میں جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کو زمین کا پانچواں حصہ حق مہر میں عطاء کیا گیا۔[2]

عرش پر خطبہ نکاح

آسمان چہارم پر بیت المعمور میں جو ملائکہ کا قبلہ ہے وہاں جناب علی وبتول علیہما السلام کا خطبہ نکاح راحیل نامی فرشتے نے پڑھا۔
اب میں اس خطبہ نکاح کو اپنے محترم قارئین کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں جو جناب راحیل نامی فرشتے نے علی وبتول علیہما السلام کے عقد کے موقع پر پڑھا ''بسم اللہ الرحمٰن

---

[1] ۔ دلائل الامامۃ ص18 حدیث مہرھا علیھا السلا متصنیف لابی جعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری متوفیٰ460 ھ، الناشر منشورات الرضی قم سنہ طباعت 1363ھ

[2] ۔ کتاب البتول ص106 تالیف صائم چشتی متوفی 22 جنوری 2000 عیسوی

الرحيم فقال: الحمد الله الأول قبل أولية الأولين الباقي بعد فناء العالمين نحمده إذ جعلنا ملائكة روحانيين، وبربوبيته مذعنين، وله على ما أنعم علينا شاكرين حجبنا من الذنوب، وسترنا من العيوب، أسكننا في السماوات وقربنا إلى السرادقات وحجب عنا النهم للشهوات، وجعل نهمتنا وشهوتنا في تقديسه وتسبيحه، الباسط رحمته، الواصب نعمته، جل عن الحاد أهل الأرض من المشركين، وتعالى بعظمته عن أفك الملحدين،اختار الملك الجبار صفوةكرمهوعبد عظمته لامته سيدة النساء بنت خيرة النبيين وسيد المرسلين فوصل حبله بحبل رجل من أهله المصدق دعوته المبادر إلى كلمته على الوصول بفاطمة البتول ابنة الرسول، ثم قال الله تبارك وتعالى: الحمد ردائي، والعظمة كبريائي، والخلق كلهم عبيد وإمائي، زوجت فاطمة أمتي من علي صفوتي أشهدوا ملائكتي''۔[1]

دعوت ولیمہ کا بیان

اس متبرک شادی خانہ آبادی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روٹیاں تیار کروائیں اور مولا علی علیہ السلام کو گائے اور بکریاں ذبح کرنے کا حکم دیا جب کھانا تیار ہو گیا تو تمام اہل مدینہ کو دعوت عام دی گئی مسجد میں دستر خوان بچھا دیئے گئے چار

[1] ۔ شجرہ طوبی ج 1 ص 176،المجلس الثانی عشر فی ذکر زفاف الصدیقۃ الفاطمہ علیھا السلام،الشیخ محمد مھدی حائری متوفی1378ھ

ہزار سے زیادہ مردوں نے کھانا کھایا مدینہ منورہ کی تمام خواتین تک بھی کھانا پہنچایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج رضی اللہ تعالیٰ عنھن تک بھی کھانا پہنچایا۔

ملیکۃ العرب بیٹی کے حجلہ عروسی کا بیان

مورخین نے حجلہ عروسی کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے کہ مولا علی علیہ السلام نے حجرے کے فرش پر نرم گھاس بچھائی اور پانی کی مشک کو لٹکانے کے لیے ایک لکڑی دیوار میں نصب کی اور پانی کا ایک کوزہ فراہم کیا اور آپ علیہ السلام نے کپڑوں کی الماری کے بجائے ایک لکڑی کمرے کی ایک دیوار سے دوسری دیوار تک نصب کی تاکہ اس پر کپڑے رکھے جا سکیں اور حجلہ عروسی میں گوسفند کا چمڑا بچھایا اور چمڑے کے ارد گرد خوبصورتی کے لیے کھجور کے پتے پھیلائے۔

لباسِ عروسی کا بیان

امہات المومنین جناب شہزادی کونین علیہا السلام کے پاس جمع تھیں جو ان کی تزئین اور بناؤ سنگھار میں مصروف عمل تھیں اسی دوران آپ علیہا السلام کو عروسی کا وہ لباس زیبِ تن کروادیا گیا جو جناب جبرئیل علیہ السلام جنت سے لائے تھے وہ لباس اتنا قیمتی اور خوبصورت تھا جس کی قیمت ادا کرنا بنی آدم علیہ السلام کی قدرت سے باہر تھی یہ عروسی لباس اللہ تعالیٰ کی طرف جناب سیدہ علیہا السلام کیلئے تحفہ بھیجا گیا۔

وقت رخصتی

جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی رخصتی نماز مغربین کے بعد کی گئی اور خاندان بنو ہاشم کے تمام مرد اس نورانی بارات میں شامل تھے۔

رخصتی کے مناظر

اب میں جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی رخصتی کے روحانی اور نورانی مناظر اپنے محترم قارئین کرام کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں جو مناظر روایت میں کچھ اس طرح سے ذکر ہوئے ہیں ''عن أبي حمزة،عن ابن عباس قال:لمّا كانت الليلة التي زفّت فيها فاطمة عليها السّلام إلى علي عليه السّلام كان النبي صلّى الله عليه و آله قدّامها و جبرئيل عن يمينها و ميكائيل عن يسارها و سبعون ألف ملك من ورائها يسبحون الله و يقدّسونه حتّى طلع الفجر''۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کو مولا علی علیہ السلام کے گھر کی طرف لے جایا جا رہا تھا منظر کچھ اس طرح سے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی سواری (شہباء) نامی کے آگے آگے چل رہے تھے جناب جبرئیل علیہ السلام سواری کے دائیں طرف چل رہے تھے اور جناب

میکائیل علیہ السلام سواری کے بائیں طرف چل رہے تھے اور ان کے پیچھے پیچھے ستر ہزار ملائکہ چل رہے تھے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کر رہے تھے یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی۔[1]

ملیکۃ العرب بیٹی کے فرشی جہیز کا بیان

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کی شادی مولا متقیان علی بن ابی طالب علیہما السلام کے ساتھ امر الہی کے تحت کر دی تو مندرجہ ذیل جہیز دیا دو مصری بستر اور ان دو بستروں میں سے ایک کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا اور دوسرا گوسفند کی پشم سے بھرا ہوا تھا۔

چمڑے کے دو فرش

ایک پشمی سرہانہ جو کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا

ایک خیبری عبا

ایک پانی کا مشکیزہ

---

[1] ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فَرائدُ السِّمْطَیْن فی فَضائل المُرْتَضی و البَتول و السِّبْطَیْن و الأئمّة مِن ذُرّیتهم علیهم السلام، ج 1ص96 فضلیة تندرج جمیع الفضائل تحتها لیلة زفاف فاطمة إلی علي، تصنیف الشیخ محمد بن ابراهیم جوینی متوفی 722ھ

چند پانی کے کوزے اور چند گھریلو استعمال کے برتن

ایک آفتابہ

ایک عدد نازک پشمی پردہ

سات درہم کا پیراہن

چار درہم کا دوپٹہ

سیاہ رنگ کا تولہ

بان کی بنی ہوئی چارپائی

چار عدد تکیے

ایک چٹائی

ہاتھ سے چلنے والی چکی

ایک عدد تانبے کا بڑا برتن

ایک دودھ کا برتن

ایک اور مشکیزہ برائے آب

نوٹ یہ سارا سازوسامان 63 درھم میں خرید ا گیا۔

ملیکہ العرب بیٹی کا عرشی جہیز

اب میں اپنے محترم قارئین کو اس جہیز سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کو عرش الٰہی پر عطاء کیا گیا جس کے متعلق سنی عالم صائم چشتی لکھتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو جنت الفردوس کے تمام قطعات جہیز میں عطاء فرما دیے۔[1]

ہمسائیگی کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا فراق اور دوری شاق گزرنے لگی جب یہ خبر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب نعمان بن حارثہ الانصاری رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور اس شخص کے مدینہ منورہ میں بہت زیادہ گھر تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا سب مال و دولت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی تو ہے اور میرے تمام گھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں آقا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا وہ گھر ہدیہ کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے بیت الشرف کے قریب تر ہے لہذا اس وہ قریبی گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کر دیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ گھر اپنی لخت جگر جناب

---

[1] ۔ کتاب البتول س ص 106 تالیف صائم چشتی متوفی 22 جنوری 2000 عیسوی

بتول علیہا السلام کو دے دیا اوراسی طرح سے جناب علی وبتول علیہما السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوارح اقدس میں زندگی کی بارونق اور سرسبز شاداب بہاریں گذارنے لگے۔[1]

بیت الشرف کی قدور منزلت کا بیان

اب میں شیعہ اور اہل سنت کتب سے ایک ایسی حدیث مبارکہ اپنے قارئین کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں جس میں جناب علی وبتول علیہما السلام کے گھر کی عظمت اور قدرو منزلت یہاں تک بیان ہوئی ہے کہ اسے انبیاء علیہم السلام کے گھروں پر بھی فضیلت اور برتری حاصل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوا ہے ''فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيها بِالْغُدُوِّ وَالْآصالِ ''۔

ترجمہ: یہ چراغ ان گھروں میں ہے جن کے بارے میں حکم خدا آچکاہے کہ ان کی بلندی کا اعتراف کیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے کہ ان گھروں میں صبح وشام اس کی تسبیح کرنے والے ہیں۔[2]

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں شیعہ اور اہلسنت مفسرین نے کچھ اس طرح سے لکھا ہے ''حدثنا عن أبان بن تغلب عن نفيع بن الحرث عن أنس بن مالك وعن بريدة قالا: قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية " (في بيوت أذن

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب سیرت النبی (۔ عربی) ج1 ص269 السنۃ الثانیہ من الھجرہ تالیف محمد شبلی بن شیخ حبیب اللہ نعمانی تاریخ وفات 18 نومبر 1914 عیسوی

[2] ۔ پارہ 18 سورہ نور آیت 36

الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه) إلى قوله " (والأبصار) فقام رجل فقال: أي بيوت هذه يا رسول الله؟ قال: (بيوت الأنبياء). قال: فقام إليه أبو بكر فقال: يا رسول الله هذا البيت منها لبيت علي وفاطمة؟قال: نعم من أفاضلها‘‘۔

ترجمہ: انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان دونوں نے بتایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ گھر کس کے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ انبیاء علیہم السلام کے گھر ہیں پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہو گئے جناب علی و بتول علیہما السلام کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ گھر بھی انہی گھروں میں سے ہے؟ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا’’ نعم من افاضلھا ‘‘جی ہاں یہ گھر انبیاء علیہم السلام کے گھروں سے افضل ہے۔[1]

میرے محترم قارئین کرام! جیسا کہ آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایا ہے کہ کائنات میں جناب علی و بتول علیہما السلام کا ہی وہ گھر جس کو انبیاء علیہم السلام کے گھروں پر فضلیت اور برتری

[1] ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر ثعلبی ج7ص 107 تفسیر سورہ النور آیت 36، تصنیف أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري متوفیٰ 427ھ، اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تفسیر الدر المنثور ج6ص 203 سورہ النور آیت 36 ، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی متوفیٰ 911ھ

شیعہ مسلک کی کتاب البرہان فی تفسیر القرآن ج4ص 77 تفسیر سورہ النور آیت 36 تالیف السید ھاشم البحرانی متوفیٰ 1109ھ

حاصل ہے ہاں یہ وہ گھر ہے جس گھر کے بچوں کے جھولے فرشتے جھلاتے ہیں جس گھر کی چکیاں فرشتے چلاتے ہیں جس گھر کے بچوں کے درزی ملائکہ نظر آتے ہیں آیت تطھیر کے نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی گھر کے دروازے پر ہی تو آذان صبح کے وقت چھ ماہ یا آٹھ ماہ تک مسلسل آیت تطہیر کی تلاوتِ فرماتے رہے تاکہ میری امت کو اس گھر اور اس گھر کے مکینوں کی قدرت و منزلت معلوم ہو سکے کہیں کل میرے اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے کے بعد میری امت اس دروازے کی قدرو منزلت کو فراموش نہ کر بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت فرمایا اے میرے ساتھیوں مجھے میرے اہل بیت علیہم السلام میں تلاش کرنا۔

اعتراض

جناب علی وبتول علیہما السلام کے عقد مبارک کے گواہ اصحاب ثلاثہ تھے جیسا کہ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب کشف الغمہ میں مرقوم ہے ''وعنه عن أنس قال: كنت عندالنبي (ص)فغشيه الوحي، فلما أفاق قال لي يا أنس أتدري ما جاءني به جبرئيل من عند صاحب العرش؟ قال:قلت: الله ورسوله أعلم، قال: أمرني أن أزوج فاطمة من علي فانطلق فادع لي أبا بكر وعمر وعثمان وعليا

وطلحة والزبير وبعددهم من الأنصار، قال: فانطلقت فدعوتهم له فلما ان أخذوا مجالسهم قال رسول الله (ص) الحمد لله المحمود بنعمته''

ترجمہ: انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو گئی جب وحی پیغام الٰہی پہنچا کر جا چکی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا اے انس کیا تم جانتے ہو یہ وحی مالک عرش کی طرف سے کیا پیغام لائی تھی میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا عقد علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام اسے کیجیے پس تم جاؤ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر کو بلا کر لاؤ اور اتنے ہی لوگ انصار سے بلا کر لانا پس میں مہاجرین اور انصار میں سے چھ چھ لوگوں کو بلا کر لایا جب یہ لوگ مسجد میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور جناب علی وبتول علیہما السلام کے عقد کیلئے خطبہ جاری فرمایا۔[1]

گویا شیعہ مسلک کے مطابق جناب علی وبتول علیہما السلام کے نکاح کے گواہ اصحاب ثلاثہ قرار پائے۔

[1] ۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ج 1 ص358 تألیف العلامۃ أبي الحسن علي بن عيسى بن أبي الفتح الأربلي المتوفى سنة 693ھ

جواب

اولاً جیسا کہ علامہ اربلی مذکورہ کتاب کے مقدمہ میں ہی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں بہت سی روایات اہل سنت مصادر اور منابع سے نقل کی ہیں اور اسی طرح یہ پیش کردہ روایت بھی انہوں نے اہل سنّت کی کتاب مناقب خوارزمی کے حوالے سے سنی طرق سے نقل کی نہ کہ شیعہ طرق سے اور یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اس کتاب کے مصنف خطیب احمد موفق خوارزمی کا تعلق اہل سنت مسلک کے ساتھ ہے نہ کہ شیعہ مسلک کے ساتھ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی ہوئی نہیں لہذا یہ روایت ہمارے لئے حجت نہیں تاکہ ہم اس جیسی روایت کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے یہ عقیدہ اور نظریہ قائم کرسکیں کہ جناب علی وبتول علیہما السلام کے عقد کے گواہ اصحاب ثلاثہ تھے۔

ثانیاً ہمارے مذہب تشیع خیر البریہ کے نزدیک فقط صحت طلاق کیلئے گواہ شرط ہیں نہ کہ صحتِ نکاح کیلئے۔

ثالثاً ممکن ہے کہ عقد میں ان لوگوں کو مدعو کرنے میں یہ حکمت مضمر ہو کہ یہ لوگ اپنے خواب وخیال کی دنیا سے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی کے وہم کو ہمیشہ کے لیے نکال سکیں چونکہ یہ لوگ خاتون قیامت کے ساتھ ازدواجی زندگی قائم کرنے کے خواہشمند تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بی بی

پاک علیہا السلام کے رشتہ کی خواستگاری بھی کر چکے تھے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اس طلب کو ٹھکرا چکے تھے اب پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دل ودماغ سے اس رشتے کے نقش کو ہمیشہ کے لیے محو کرنے کی خاطر انہیں مدعو کیا ہو تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ میری لخت جگر جناب بتول علیہا السلام کو علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام کی زوجیت میں امر الٰہی کے تحت دے دیا گیا ہے۔

جناب بتول علیہا السلام اور سوکن

اب میں اپنے محترم قارئین کی پیش نظر وہ حدیث مبارکہ کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہوا ہے کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی حیات طیبہ میں مولا علی علیہ السلام پر کسی دوسری خاتون سے شادی کرنا حرام تھی جس کی تفصیل روایت میں کچھ اس طرح سے بیان ہوئی ہے ۔

17/48 وحدثني جماعة، عن أبي غالب، عن خاله، عن الأشعري، عن أبي عبد الله، عنمنصور بن العباس، عناسماعيل بن سهل الكاتب، عن أبي طالب الغنوي، عنعلي بن أبي حمزة، عنأبي بصير، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، قال: حرم الله (عز وجل) النساء علىعلي (عليه السلام)ما دامتفاطمة (عليها السلام)حية. قلت: فكيف قال: لأنها طاهرة لا تحيض''۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام پر جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی حیات طیبہ میں کسی دوسری خاتون سے شادی کرنا حرام قرار دی رکھی اور راوی نے جب اس حرمت کے متعلق سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا چونکہ جناب سید الکونین طاہرہ اور بتول علیہا السلام ہیں ۔ [1]

مقام غور و فکر

غور طلب بات یہ ہے جس طرح جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی شادی اور اس کے اہتمام کی تفصیل کتب احادیث، تاریخ اور مناقب میں رقم ہے اس طرح جناب زینب ' ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ تعالی عنھن کی شادی اور اس کے اہتمام کی تفصیل کے بارے میں کتب احادیث 'تاریخ 'مناقب خاموش ہیں آخر اس کی وجہ کیا؟ میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں یہ صاحزادیاں نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹیاں ہر گز نہ تھیں ورنہ ان کے عقد اور شادی کے اہتمام کی تفصیل اس طرح ذکر ہوتی جس طرح جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے عقد اور شادی کے اہتمام کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

﴿فِیهِ آیَاتٌ بینات﴾

[1] ۔ الامالی ص 144 الشیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی متوفی 460ھ

آیت حجاب کا بیان

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّۚ ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا﴾

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں؛ بیٹیوں اور مومنین کی خواتین سے کہہ دیجیئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے اور اسی طرح ان کو اذیت نہ دی جاے گی اور خدا بہت ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔[1]

شان نزول

اب میں اس آیت حجاب کا شان نزول محترم قارئین کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں اس آیت کریمہ کا شان نزول کتب تفسیر میں کچھ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے:

كان سبب نزولها أن النساء كن يخرجن إلى المسجد ويصلين خلف رسول الله (صلى الله عليه وآله) فإذا كان بالليل وخرجن إلى صلاة المغرب، والعشاء الآخرة، والغداة، يقعد الشباب لهن في طريقهن فيؤذونهن ويتعرضون لهن فأنزل الله: " يا أيها النبي ـ

[1] ۔پارہ 22 سورہ احزاب آیت 55

ترجمہ: جب خواتین نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں مغرب و عشاء اور فجر کی نماز کی ادائیگی کے لیے اندھیرے میں گھروں سے نکلتیں اور مسجد کا رخ کیا کرتیں تو عرب کے لفنگے ان کے راستوں پر بیٹھ کر انہیں اذیت پہچانے کے درپے ہو جایا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان خواتین کی عفت اور پاکدامنی کو برقرار رکھنے کیلئے اس آیت حجاب کو نازل فرمایا۔[1]

جو لوگ نبی کریم ﷺ کی متعدد بیٹیوں کے قائل ہیں وہ اس آیت حجاب سے استدلال کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیاں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ اس آیت حجاب کی رو سے آنحضور ﷺ کی چار بیٹیاں ثابت ہوئی دکھائی نہیں دیتیں۔

اہل سنت حضرات کا دعوی اور اس کا رد

اس آیت کریمہ میں لفظ بنات آیا ہے جو کہ جمع کا صیغہ اور اس کا اطلاق کم از کم تین یا تین سے زیادہ افراد پر ہوتا ہے پس اس آیت قرآنی کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی متعدد یعنی چار بیٹیاں ہیں۔

جواب: اولاً یہ کہنا کہ لفظ بنات جمع کا صیغہ ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین یا تین سے زیادہ افراد پر ہوتا ہے ایسا دعویٰ کرنے والے حضرات یہ بات اچھی طرح سے

[1] ۔ تفسیر الصافی ج6 ص68 تالیف ملا محسن فیض کاشانی متوفیٰ 1091ھ

ذہن نشین کر لیں کہ جمع کا صیغہ ہر وقت ہر مقام پر تعداد افراد پر ہی دلالت نہیں کرتا بلکہ کبھی کبھار جمع کا صیغہ تعظیما اور تکریما ذاتِ مفرد کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جس کی متعدد مثالیں قرآن مجید میں پائی جاتیں ہیں مثلاً!!

پہلی آیت

قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہو رہا ہے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون﴾

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔[1]

اس آیت کریمہ میں چار صیغے جمع کے استعمال ہوئے ہیں وہ یہ ہیں﴿ انا نحن نزلنا لحافظون﴾

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو نازل کرنے والیں اور اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھانے والی کتنی ہستیاں ہیں؟

جواب: اس قرآن مجید کو نازل کرنے والی اور اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھانے والی اللہ تعالیٰ کی ایک ہی ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں جب پروردگار کے لئے جمع کا صیغہ تعظیما اور تکریما استعمال ہو سکتا ہے تو مظہر صفات پروردگار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

[1] ۔پارہ 14 سورہ الحجر آیت 9

اکلوتی بیٹی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کیلئے جمع کا صیغہ تعظیما اور تکریما استعمال کیوں نہیں ہو سکتا؟

دوسری آیت

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوتے ہوئے فرمایا:﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُواْ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعۡمَلُواْ صَٰلِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعۡمَلُونَ عَلِيمٞ﴾

ترجمہ: اے رسولو! پاک و پاکیزہ کھاؤ پیو اور عمل صالح بجالاؤ میں تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہوں۔[1]

قارئین توجہ فرمائیں !!اس آیت کریمہ میں رسل صیغہ جمع کا ہے لیکن اس کے مصداق اور مخاطب ایک ہی جناب آمنہ علیہا السلام کا لال جناب عبد اللہ علیہ السلام کی آنکھوں کا نور اور جناب ابو طالب علیہ السلام کے دل کا سرور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تیسری آیت

﴿فَمَنۡ حَآجَّكَ فِيهِ مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡاْ نَدۡعُ أَبۡنَآءَنَا

[1] ۔پارہ 18 سورہ المومنون آیت 51

وَأَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمۡ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَل لَّعۡنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَٰذِبِينَ﴾

ترجمہ: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کے آجانے کے بعد جو لوگ تم سے کٹ حجتی کریں ان سے کہہ دیجئے آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند اپنی اپنی خواتین اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔[1]

شان نزول

عامر بن سعد بن ابي وقاص عن أبيه ، قال : .... ولما نزلت هذه الآية ﴿فَقُلۡ تَعَالَوۡاْ نَدۡعُ أَبۡنَآءَنَا وَأَبۡنَآءَكُمۡ﴾ فدعا رسول الله (ص) عليا وفاطمة والحسن والحسين عليهم السلام ، فقال : اللهم هؤلاء أهلي''۔

ترجمہ: عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے نقل کرتا ہے انھوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہما السلام، جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلایا اور خدا کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھ بلند کرکے فرمایا اے اللہ میرے یہی اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

---

[1]۔ پارہ 3 سورہ آل عمران آیت 61، کتاب سنن ترمذی، ح، 2999

ارباب انصاف

اس آیت مجیدہ میں ابنآءنا صیغہ جمع کا ہے لیکن اس کے مصداق فقط جناب حسنین کریمین علیہما السلام ہیں اور لفظ نساءنا صیغہ جمع کا ہے اس کا مفرد لفظ امراۃ من غیر لفظہ ہے لیکن اس کا مصداق فقط جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام ہیں اور انفسنا صیغہ جمع کا ہے لیکن اس کا مصداق فقط مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی ذاتِ اقدس ہے گویا مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام اور مولا امیر کائنات علیہ السلام اور جناب حسنین کریمین علیہما السلام کیلئے جمع کے صیغے بطورِ تعظیما اور تکریما استعمال ہوئے ہیں اگر حکم پردہ والی آیت میں بنات صیغہ جمع کا اکیلی بتول علیہا السلام کیلئے تکریما اور تعظیما تسلیم کرلیا جائے تو اس میں کون سی قباحت لازم آتی ہے ؟

جواب 2: اس آیت حجاب میں لفظ بنات سے مراد جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام اور ان کی دونوں شہزادیاں جناب زینب وام کلثوم علیہما السلام مراد ہیں۔

دلیل اول: جیسا کہ کتب مقاتل و تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب بازار شام میں علی و بتول علیہما السلام کی لاڈلیوں پر صدقہ کی کھجوریں اور چادریں بعض شامی عورتوں نے پھینکی تھیں تو جناب ام کلثوم علیہا السلام نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شام کی عورتو! صدقہِ ہم پر حرام ہے کیونکہ ہم اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

دلیل ثانی: جب جناب زینبِ کبریٰ علیہا السلام نے گیارہ محرم کو اپنے بھائی حسین ابن علی علیہما السلام کے لاشہ کو کربلا کی گرم ریت پر بے گورو کفن دیکھا تو علی علیہ السلام کی علی بیٹی نے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ انتہائی غمگین لہجہ میں مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر کے نوحہ پڑھا جس میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں کہہ کے قوم اشقیاء کو اپنا تعارف کرایا ''يا مُحَمَّداه، يا مُحَمَّداه! صلى عَلَيْك ملائكة السماء، هَذَا الْحُسَيْن بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء، يَا مُحَمَّداه! وبناتك سبايا، وذريتك مقتلة''۔

ترجمہ: اے میرے نانا محمد؛ اے میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپ پر تو آسمان کے ملائکہ نے نمازہ جنازہ پڑھی اے نانا حسین علیہ السلام کا لباس بھی لوٹ لیا گیا ہے حسین علیہ السلام کا لاشہ خون میں لت پت ہو چکا ہے حسین علیہ السلام کے اعضاء ٹوٹ چکے ہیں اے میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری بیٹیاں قیدی بنائی جا چکی ہیں اور تیری اولاد کو خون میں نہلا دیا گیا ہے۔[1]

قصہ المختصر

جناب زینب وام کلثوم علیہما السلام درحقیقت بنات رسول ہیں اور قرآن مجید میں بھی نواسیوں کو بنات کہا گیا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے (حرمت علیكم

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تاریخ الامم والملوک المعروف بتاریخ طبری ج 5 ص 556 **واقعات کربلا**، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری متوفی 310ھ

امھتکم وبناتکم) ترجمہ تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں حرام ہیں اس آیت مبارکہ میں لفظ بنات عمومیت رکھتا ہے اور یہ عموم بیٹیوں اور نواسیوں دونوں کو شامل ہے لہٰذا قرآن مجید میں نواسیوں کو بیٹیاں کہا گیا ہے۔

خلاصہ الکلام یہ ہوا کہ آیت حجاب میں استعمال ہونے والے لفظ بنات سے مراد جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام، جناب زینب بنت مولا علی علیہا السلام جناب ام کلثوم بنت مولا علی علیہا السلام ہیں۔

جواب 3 : لفظ بنات کو ہر مقام پر معنی حقیقی پر حمل کرنا ویسے بھی تعلیمات قرآنیہ کے مخالف متصور کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالی نے جناب لوط علیہ السلام کے قول کی حکایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جنابِ لوط علیہ السلام نے مجبور ہو کر اپنی ظالم قوم سے کہا: ﴿قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ﴾

ترجمہ: اے میری قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں تم اپنی جنسی خواہشات کو ان سے پورا کیوں نہیں کرتے؟[1]

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر دمشقی کہتا ہے ''وقوله : (قال ياقوم هؤلاء بناتي هن أطهر لكم) يرشدهم إلى نسائهم ، فإن النبي للأمة بمنزلة الوالد للرجال والنساء''۔

---

[1] ۔پارہ 12 سورہ ھود آیت 78

ترجمہ: یہاں لفظ بناتی سے مراد امت کی بیٹیاں ہیں کیونکہ ہر نبی اپنی امت کیلے روحانی باپ کی حیثیت رکھتا ہے چاہے امت کے مرد ہوں یا عورتیں اس حکم میں سب برابر ہیں۔[1]

ارباب انصاف

اگر قرآن کی زبان میں قوم لوط کی بیٹیاں جناب لوط علیہ السلام کی بیٹیاں کہلوا سکتی ہیں تو کیا علی وبتول علیہما السلام کی شہزادیاں قرآن کی زبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں نہیں کہلوا سکتیں؟"قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین"۔

جواب 4: اس آیت کریمہ کا تعلق حکم حجاب اول کے ساتھ ہرگز نہیں اب اس تحقیق کی ضرورت ہے آیا وہ صاحب زادیاں (جناب زینب 'ام کلثوم 'رقیہ) اس آیت کے نزول کے وقت حین حیات تھیں یا اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ چکی تھیں۔

اس سوال کے جواب میں مفسر قرآن علامہ السید امداد حسین کاظمی مشہدی عفی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حجاب (یآ ایھا النبی قل لازواجك وبنتك) 9ھ میں نازل ہوئی ہے۔[1]

---

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر ج4 ، ص290، تفسیر سورۃ ھود آیت 78، تالیف عماد الدین ابوالفداء اسمعیل بن عمر دمشقی متوفی 774ھ

اس حساب سے تو اس آیت حجاب کے نزول کے وقت یہ تینوں صاحب زادیاں داعی اجل کو لبیک کہ چکیں تھیں مثلاً جناب رقیہ رض کی تاریخ وفات 2ھ جناب زینب کی تاریخ وفات 8ھ جناب ام کلثوم رض کی تاریخ وفات 8ھ ہے جب اس آیت کے نزول کے وقت ان صاحب زادیوں کا حین حیات ہونا ثابت ہی نہیں تو پھر وہ کس طرح اس آیت حجاب کا مصداق اور مخاطب قرار پائی جاسکتی ہیں ''فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ''۔

اب میں حجاب کا حکم اول اپنے محترم قارئین کرام کے پیش نظر کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے﴿أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ﴾۔[2]

اے ایمان والو خبردار!! پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہونا جب تک کھانے کے لیے تمھیں بلایا نہ جائے اس وقت بھی برتنوں پر نگاہ نہ رکھنا ہاں جب تمھیں اندر آنے کی اجازت دی جائے تو داخل ہونا جب کھانا کھالو تو منتشر ہو جانا اور باتوں میں نہ لگے رہنا۔

---

[1] ۔ القرآن المبین پارہ 2 ص 44 حاشیہ تفسیر سورہ بقرہ، ناشر ادارہ فروغ

[2] ۔ پارہ 22 سورہ احزاب آیت 53

اس آیت کریمہ کی تاریخ نزول

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے جناب زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنھا کے ساتھ 4 ہجری میں شادی کی اور اس شادی کے ولیمے کے دوران یہ آیت حجاب نازل ہوئی گویا کہ حجاب کا حکم اول 4ہجری میں نازل ہوا۔

آیات قرآنی اور رسول خدا کی بیٹی ایک

آپ میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں قرآن مجید کی بعض ایسی آیات اور ان کی تفسیر کتب اہل سنت سے پیش کرتا چاہتا ہوں جن آیات کی دلالت نبی کریم ﷺ کی ایک صلبی بیٹی ہونے پر ہوتی ہے۔

پہلی آیت

ارشاد رب العزت ہے ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَّ كَانَ رَبُّكَ قديرا﴾[1]

ترجمہ: اللہ تعالی کی عظیم ذات نے پانی سے بشر کو خلق کیا پھر اسے رشتہ دار اور داماد قرار دیا تیرا رب ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

---

[1]۔ پارہ 19 سورہ فرقان آیت 54

محمد بن مؤید الجوینی اس آیت کی تفسیر کے ضمن لکھتا ہے ''حدثنا ابو قتیبه التیمی قال سمعت ابن سیرین یقول فی قوله تعالیٰ ! ﴿و هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَّ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا﴾

''نزلت فی النبی وعلی ابنِ ابي طالب زوج فاطمه وهوا ابنِ عمه وزوج ابنته وكان صهرا وكان ربك قديرا''

ترجمہ: ہمیں ابو قتیبہ نے بتایا اس نے کہا میں نے ابن سیرین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان اقدس میں نازل ہوئی ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے شوہر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اور تیرا رب ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔[1]

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں صاحب مجمع البیان لکھتے ہیں ﴿وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَّ كَانَ رَبُّكَ قديرا﴾

ترجمہ: اللہ تعالی کی عظیم ذات نے پانی سے بشر کو خلق کیا پھر اسے رشتہ دار اور داماد قرار دیا اور تیرا رب ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ''نزلت في النبي صلی الله علیه وآله

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی کتاب فرائد السمطین فی فضائلِ المرتضی والبتول والسبطین والائمہ من ذریتھم علیھم السلام، ج 1، ص 325، باب الثامن والستون، تالیف ابراھیم بن محمد بن موید الجوئنی الخراسانی متوفیٰ 722 ھ

وسلم وعلي بن أبي طالب. زوج فاطمة عليها السلام عليا عليه السلام فهو ابن عمه، وزوج ابنته، فكان نسبا وصهرا. (وكان ربك قديرا) أي: قادرا على ما أراد‘‘۔

ترجمہ: یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی بن ابی طالب علیہما السلام کی شان اقدس میں نازل ہوئی ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے شوہر اور جناب ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار اور داماد ہیں اور تیرا رب ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔[1]

گویا شیعہ اور سنی مفسرین کے نزدیک اس مذکورہ بالا آیت کی رو سے مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام داماد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی مولا علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے شوھر نامدار ہیں۔

ارباب انصاف

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کے علاوہ کوئی دوسری صلبی بیٹی ہوتی تو اللہ تعالی اس کے شوہر کو بھی یقیناً اس آیت کریمہ کا مصداق قرار دیتا ہے اور اس کی شان میں بھی دامادی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آیت نازل ہوتی جبکہ ایسا نہیں ہوا لہذا اس

---

[1]۔ تفسیر مجمع البیان ج 7 ص 304، پارہ 19، سورہ فرقان آیت 54، مصنف شیعہ عالم دین سرکار أبو علي، الفضل بن الحسن بن الفضل الطبرسي، متوفی سنۃ 548ھ

آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹی ایک ہی ہے جو مادر حسنین کریمین علیہما السلام ہیں۔

دوسری آیت

﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ﴾[1]

ترجمہ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو لوگوں کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہے گا اور نہ ہی کوئی آپس میں ایک دوسرے سے حالات پوچھے گا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتا ہے ''وقال الإمام أحمد: حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم حدثنا عبد الله بن جعفر، حدثتنا أم بكر بنت المسور بن مخرمة، عن عبيد الله بن أبي رافع، عن المسور هو ابن مخرمة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فاطمة بضعة منى، يقبضني ما يقبضها، ويبسطني ما يبسطها وإن الأنساب تنقطع يوم القيامة غير نسبي وسببي وصهري''۔

ترجمہ: ابو مخرمہ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ علیہا السلام میرا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ علیہا السلام کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا جس نے فاطمہ علیہا السلام کو

[1]۔ پارہ 18 سورہ مومنون آیت 101

خوش کیا اور اس نے مجھے خوش کیا بیشک قیامت کے دن تمام رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے نسب اور دامادی کے رشتے کے۔[1]

ارباب انصاف

غور طلب بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک سوائے فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے علاوہ کس دوسری بیٹی سے چلا اور کون سا رشتہ باقی رہے گا۔

اس سوال کے جواب کیلئے کتب احادیث 'تاریخ کے سینے لبریز دکھائی دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک اولاد فاطمہ علیہا السلام سے چلا اور مولا علی علیہ السلام کی دامادی والا رشتہ باقی رہے گا۔

اور اس حدیث مبارکہ میں جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا اسم مبارک صراحت کے ساتھ مذکور ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی ہیں اگر جناب سیدہ علیہا السلام کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی دوسری صلبی بیٹی ہوتی تو اس حدیث مبارکہ میں اس کا ذکر اور اس کے شوہر کا ذکر لازمی ہوتا ہے جبکہ ایسا نہیں۔

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابنِ کثیر) ج 3 ،ص256 ، تفسیر سورہ مومنوں آیت 101 ،تالیف اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی متوفیٰ 754ھ ،تاریخ طباعت 1388ھ ،دار المعرفۃ بیروت لبنان

گویا کہ اس آیت قرآنی کے رو سے بھی نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹی ایک ہی ثابت ہو رہی ہے جس کی کنیت ام ابیہا علیہا السلام ہے۔

تیسری آیت

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾[1]

ترجمہ: اے میرے حبیب! آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔

یہ آیت مبارکہ بعثتِ کے تیسرے سال مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اللہ تعالی نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اعلانیہ طور پر تبلیغ دین کا حکم دیا جس کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو جمع کیا اور انہیں دعوت حق دی جس کی تفصیل روایت میں کچھ اس طرح سے بیان ہوئی ہے ''هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت لما نزلت وأنذر عشيرتك الأقربين قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصفا فقال يا فاطمة بنت محمد يا صفية بنت عبد المطلب يا بنى عبد المطلب لا أملك لكم من الله شيئا سلوني من مالي ما شئتم''۔

ترجمہ: بی بی عائشہ رض سے مروی ہے کہ جب یہ آیت (انذار) نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام،

[1] ۔پارہ 19 سورہ الشعراء آیت، 214

اے صفیہ بنت عبد المطلب، اے اولاد عبد المطلب میں مال خدا میں سے تمہیں کچھ نہیں دے سکتا لیکن میرے مال میں سے جو چاہو لے لو۔[1]

مقام تفکر

دعوت ذولعشیرہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹیوں میں سے فقط جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کو ہی نام لیکر کیوں پکارا؟ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے علاوہ کچھ اور صلبی بیٹیاں ہوتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بھی جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے ساتھ ندا دیتے اور انہیں بھی اسلام کی آواز حق پر لبیک کہنے کا حکم دیتے کیونکہ حکم خدا آچکا تھا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو دین کی طرف بلاؤ جیسا کہ ہر شخص یہ بات بخوبی جانتا اور مانتا ہے کہ اولاد سے بڑھ کر والدین کے نزدیک کوئی اور قریبی رشتہ دار ہو ہی نہیں سکتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر فقط جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کو مخاطب کرنا اور باقی صاحب زادیوں کو مخاطب نہ کرنا اس بات کی محکم دلیل ہے کہ جناب فاطمہ

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح مسلم، ج 1، ص 144، باب فی قولہ تعالیٰ، (انذر عشیر تک الاقرابین)، تصنیف مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری ایرانی متوفی 361ھ، صحیح البخاری ص676 باب وانذر عشیر تک الاقربین، مصنف الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری ایرانی متوفی256ھ، موسئسہ المختار للنشر والتوزیع-القاھرہ

الزھراءعلیہا السلام کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی کوئی دوسری صلبی بیٹی نہ تھی ورنہ وہ بھی دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر نام لے کر پکاری جاتی۔

چوتھی آیت

﴿قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾[1]

ترجمہ: اے رسول ﷺ ! کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی نیکی حاصل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کر دیں گے بے شک اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور قدردان ہے۔

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں اس آیت کریمہ کے مصداق فرمان نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ "عن ابن عباس (رضي الله عنه) قال: لما نزلت هذه الآية: (قل لا أسألكم عليه أجرا إلا المودة في القربى) قالوا: يا رسول الله،

---

[1]۔ سورہ الشوریٰ پارہ 25 آیت 23

من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم؟ قال: علي وفاطمة وولدهما''۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت مودۃ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا کہ یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کون قرابت دار ہیں جن کی مودت اور محبت ہم پر واجب قرار دی گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام اور جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام اور انکے دو بیٹے حسن اور حسین علیہما السلام ہیں۔[1]

ارباب انصاف

اگر جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے علاوہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صلبی بیٹیاں بھی ہوتیں تو ان کی محبت کو بھی جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کی محبت کی طرح اللہ تعالی بغیر کسی تفریق کے قرآن مجید میں اپنے بندوں پر واجب قرار دیتا ہے۔

قابل تعجب بات یہ ہے کہ جس داماد (علی علیہ السلام) گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیٹی تھی اسکی محبت اور اس کی اولاد کی محبت کو واجب قرار دیا گیا مگر بقول اہل سنت جس داماد (عثمان) کے گھر میں نبی کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں نہ ہی

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی، ص 25، تالیف علامہ محب الدین احمد بن عبد اللہ طبری متوفیٰ 694ھ، دار المعرفۃ بیروت لبنان

ان بیٹیوں کی محبت نہ ہی ان بیٹیوں کی اولاد کی محبت اور نہ ہی ان بیٹیوں کے شوہروں کی محبت کو بنص قرآنی واجب قرار دیا گیا دیا آخر ایسا کیوں ہوا؟ فتدبر ایها القاری

ناقابل تردید حقیقت

کتب الصیحین یعنی بخاری اور مسلم شریف میں باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کے علاوہ کسی دوسری بیٹی کا ذکر تک نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے مناقب و فضائل میں کوئی روایت نقل کی گئی ہے اگر سیدۃ نساء العالمین جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے علاوہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ اور صلبی بیٹیاں ہوتیں تو کتب صیحیحن کے مصنفین یقیناً قرابۃ رسول کے باب میں ان کا ذکر ضرور کرتے جبکہ ایسا نہیں کیا گیا۔

مولا علی علیہ السلام ہی دامادرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں کتب اہل سنت سے کچھ ایسی ادلہ پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دامادی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف فقط مولا امیر کائنات علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے اور اس فضلیت اور شرف میں مولا امیر کائنات علیہ السلام کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں اس

بات کا لازم یہ بنتا ہے کہ جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی دوسری صلبی بیٹی نہ تھی۔

پہلی دلیل

روی ابو سعید فی شرف النبوۃ''أُوتِيتَ ثَلاَثاً لَمْ يُؤْتَهُنَّ أَحَدٌ وَلا أَنَاأُوتِيتَ صِهْرَاً مِثْلِي وَلَمْ أُوتَ اَنا مثللك، وَأُوتِيتَ زَوْجَةً صِدّيقَةً مِثْلَ ابْنَتِي وَلَمْ أُوتَ مِثْلَهَا زَوْجَة، وَأُوتِيتَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ صُلْبِكَ وَلَمْ أَوتَ مِنْ صُلْبِيَ مِثْلَهُمَا، وَلَكِنَّكُم مِنّي وَأَنَا مِنْكُم''۔

ترجمہ: جناب ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اے علی علیہ السلام آپ کو تین ایسی فضیلت عطا کی گئی ہیں جو کسی اور کو عطاء نہیں کی گئیں حتی کہ مجھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عطاء نہیں کی گئیں تجھے مجھ جیسا سسر ملا اور مجھے ایسا سسر نہیں ملا اور آپ کو میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی ہے اور مجھے اس جیسی صدیقہ زوجہ نہیں ملی اور آپ کو حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جیسے بیٹے عطا کیے گئے ہیں جبکہ مجھے ان جیسے بیٹے عطاء نہیں کیے گئے لیکن اے علی علیہ السلام آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں ہے۔[1]

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، ج3 ص268 ذکر اختصاص بثلاث بسبب النبی، تالیف ابی جعفر احمد الشھیر بالمحب الطبری متوفیٰ694ھ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ارباب انصاف

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ داماد رسول ﷺ ہونے کا شرف اور فخر فقط علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ہی مختص ہے کیوں کہ لم یوتھن احد ایسا جملہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ محمد ﷺ جیسا سسر سوائے علی علیہ السلام کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا اگر نبی کریم ﷺ جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے علاوہ کسی اور دوسری صلبی بیٹی کے باپ ہوتے تو آنحضرت ﷺ یہ سسر والی فضیلت علی علیہ السلام کے ساتھ مختص نہ کرتے گویا یہ حدیث مبارکہ پسران ابولھب، ابوالعاص بن الربیع مخزومی اور حضرت عثمان بن عفان کے داماد رسول ﷺ ہونے کی نفی کر رہی ہے کبھی کبھی اغیار کی طرف سے یہ اعتراض سنائی دیا کرتا ہے کہ شیعہ حضرات کسی ایک معصوم علیہ السلام کا قول نہیں دکھا سکتے جس کی دلالت نبی ﷺ کی ایک صلبی بیٹی ہونے پر ہو ہم اغیار کے اس اعتراض کے رد میں پیغمبر اعظم ﷺ کا یہی قول مبارک بطور حجت پیش کرتے ہیں جس کے ذریعے آنحضرت ﷺ نے واضح کر دیا کہ میں محمد ﷺ علی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کا سسر نہیں ہوں جس کا لازمہ یہ بنتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹی ایک ہی ہے جسے امیر المومنین علیہ السلام کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔

خلاصۃ الکلام قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دامادی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتہ فقط علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی ذات میں منحصر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی بیٹی ہے جسے ام ابیہا علیہا السلام کہا جاتا ہے۔

دوسری دلیل

معاویہ بن ابوسفیان نے مولا علی علیہ السلام کی طرف ایک فخریہ خط بھیجا جس کے جواب میں مولا متقیان نے اسے ایسا حقیقت بھرا جواب لکھا جسے پڑھ کر معاویہ کے ہاتھوں سے قلم گر گئی اس خط کی عبارت کچھ اس طرح سے ''انه کتب الیه معاویه :اما بعد :فان ابی کان سیدا فی الجاهلیة فصرت ملکا فی الاسلام وانا خال المومنین وکاتب الوحی وصهر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال علی علیه السلام :ابا الفضل یفخر علی ابنِ آکلة الاکباد ؟اکتب آلیه یا قنبر:ان لی سیوفا بدریة وسهاما هاشمیة قد عرفت مواقع نضالها فی اقاربك وعشائرك یوم بدر وما هی من الظالمین بعید:ثم قال لی اکتب''۔

ترجمہ:معاویہ بن ابوسفیان نے مولا علی بن ابی طالب کی طرف فخر و مباحات سے بھرا ہوا خط بھیجا جس میں ذکر کیا بے شک میرا باپ معاویہ بن ابوسفیان زمانہ جاھلیت میں کفار کا سردار تھا اور میں اسلام میں سردار ہوں اور میں مسلمانوں کا ماموں اور لیٹر نویس ہوں اور رسول اللہ کا سسر ہوں جب یہ فخریہ خط معاویہ کی طرف سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو موصول ہوا تو انھوں نے جناب قنبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس

خط کا جواب لکھو جگر خوار کا بیٹا میرے اوپر اپنی فضیلت جتا رہا ہے اسے لکھو بیشک میرے پاس بدری تلواریں اور ہاشمی نیزے ہیں تو جانتا کہ میں نے ان تلواروں اور نیزوں کے ساتھ تیرے رشتہ داروں اور تیرے قرابت داروں کے سینوں کو چھلنی کیا اب بھی یہ تلواریں اور نیزے ان کے سینوں سے دور نہیں اور فرمایا اس کے خط کے جواب میں مزید لکھو!

مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ أَخِي وَصِهرِي وَحَمزَةُ سَيِّدِ الشُهداءِ عَمّي

وَجَعفَرُ الَّذي يُضحي وَيُمسي يَطيرُ مَعَ المَلائِكَةِ اِبنَ أُمّي

وَبِنتُ مُحَمَّدٍ سَكَني وَعُرسي مَشوبٌ لَحمُها بِدَمي وَلَحمي

وَسبطا أَحمَدٌ وَلَداي مِنها فَمَن منكم لَهُ سَهمٌ كَسَهمي

سَبَقتُكُمُ إِلى الإِسلامِ طُرّاً غُلاماً ما بَلَغتُ أَوانَ حلمی

ترجمہ: محمد نبی میرے بھائی اور میرے سسر ہیں اور شہیدوں کے سردار جناب حمزہ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور جناب جعفر طیار علیہ السلام جو کہ صبح و شام جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کیا کرتے ہیں وہ میری ماں کا بیٹا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی میرے دل کا سکون اور میری رفیقہ حیات ہے اور ان کا گوشت میرے گوشت اور خون کے ساتھ متصل ہے اور احمد مختار کے دونوں نواسے ان کی بیٹی سے میرے بیٹے ہیں تم میں سے کون ایسا ہے جو اس فضیلت اور شرف میں میرے ساتھ حصہ دار ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی امت پر اپنا وصی مقرر کیا ہے اور میرے حاکم ہونے پر

راضی ہیں اور غدیر خم کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری ہی ولایت کو تم پر واجب قرار دیا ہے اور میں نے تم سب سے پہلے اسلام کی آواز پر لبیک کہی جب کہ اس وقت میں سن رشد کو نہیں پہنچا ہوا تھا۔[1]

ارباب انصاف

مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے ان اشعار کے ذریعے حاکم شام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے فضائل اور شرف کا سکہ منوایا اور اسے خوب رسوا کیا مولا علی علیہ السلام نے ان فضائل و مناقب میں سے ایک فضیلت یہ بیان فرمائی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بھائی ہیں اور اس جملے کے ذریعے آپ علیہ السلام نے عقد مواخات کی طرف اشارہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا بھائی قرار دیا یعنی میرے اور اپنے درمیان مواخات قائم کی یہ بات قابل ذکر ہے کہ مواخات قائم کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دوسرے کے مزاج اور طبیعت کا لحاظ رکھا جیسا

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، فرائد السمطین فی فضائلِ المرتضی والبتول والسبطین والائمہ من ذریتھم علیھم السلام، ج 1، ص 371، تالیف ابراھیم بن محمد بن مؤید الجوینی الخراسانی متوفیٰ 722ھ، تحقیق الدکتور السید الشریف عبدالمحسن عبد اللہ سراوی۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، شرحِ نہج البلاغہ ج 3-4، ص 290، تالیف عز الدین ابی حامد عبد الحمید بن ھبہ اللہ المدائنی الشھیر بابن ابی الحدید المعتزلی متوفیٰ، 656ھ، تحقیق الاستاذ محمد ابو الفضل ابراھیم

کہ حضرت ابو بکر کو عمر کا اور طلحہ کو زبیر کا اور عثمان کو عبد الرحمن کا جناب حمزہ علیہ السلام کو ابن حارثہ کا بھائی قرار دیا اور مولا علی علیہ السلام کو اپنا بھائی اس لیے قرار دیا کیونکہ مزاج نبوت مزاج امامت سے ہی مل سکتا ہے اور اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یا علی انت اخی فی الدنیا والآخرۃ''اے علی علیہ السلام تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو ان فضائل اور شرف میں سے ایک یہ بھی فضلیت اور شرف بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی میری رفیقہ حیات ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سسر ہیں تم میں سے ایسا کون ہے جو میرے ساتھ اس فضیلت اور شرف میں حصہ دار ہو؟

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے علاوہ کچھ اور صلبی بیٹیاں بھی ہوتیں جو خاندان بنو امیہ میں بیاہی گئی ہوتیں تو حاکم شام مولا علی علیہ السلام کی اس بیان کردہ فضیلت اور شرف پر اعتراض کر سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ اے علی علیہ السلام! داماد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا فضل اور شرف فقط تیرے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ اس فضل اور شرف میں تیرے ساتھ ہمارے بنو امیہ کے دو چشم وچراغ یعنی ابو العاص بن الربیع اور عثمان بن عفان بھی برابر کے شریک ہیں۔

حاکم شام کے سامنے مولا علی علیہ السلام کا داماد رسول ہونے کا فخر کرنا اور حاکم شام کا مولا علی علیہ السلام کے اس فخر اور شرف کو سن کر خاموشی اختیار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ

نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹی ایک ہی ہے جسے فاطمہ الزھراء علیہا السلام کہا جاتا ہے۔فتدبر ایھا القاری

انبیاء علیہم السلام کی بیٹیاں بتول علیہا السلام

روایت میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بیٹیاں بتول ہوتی ہیں ''عن أبي الحسن قال « إن بنات الأنبياء لا يطمثن ''۔

ترجمہ امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے بیشک انبیاء کرام علیہم السلام کی بیٹیاں بتول ہوتیں ہیں۔[1]

جناب فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کا بتول ہونا تو شیعہ و سنی کے نزدیک اظہر من الشمس ہے مگر جناب زینب 'ام کلثوم اور جناب رقیہ رضی اللہ تعالی عنہن کے بتول ہونے کے بارے میں کوئی ضعیف قول بھی نہیں ملتا۔

ارباب انصاف

اگر یہ تینوں صاحب زادیاں نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹیاں ہوتیں تو یہ بھی جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی طرح بتول ہوتیں ان صاحب زادیوں کا بتول نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے یہ رسول خدا ﷺ کی سگی بیٹاں ہرگز نہ تھیں بلکہ ربیبہ تھیں۔

[1] ۔اصول الکافی ج 1 ص 291 کتاب الحجۃ. باب مولد الزھراء فاطمہ علیھا السلام، ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی متوفیٰ 329ھ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورده اولاد کا بیان

جناب زینب جناب ام کلثوم اور جناب رقیہ رضی اللہ تعالی عنھن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورده بیٹیاں تھیں ان کی ماں کا نام ھالہ اور باپ کا نام ابو الھند ہے ان صاحب زادیوں کا ربیبہ ہونا قرآن وسنّت سے ثابت ہے۔

قرآن مجید کی روسے یہ صاحزادیاں یتیم تھیں

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں قرآن مجید میں سے کچھ ایسی آیات مبارکہ پیش کرنا چاہتا ہوں جن کی دلالت اس بات پر ہو رہی ہے کہ جناب زینب جناب ام کلثوم اور جناب رقیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی پرورده بیٹیاں تھیں کیونکہ قرآن مجید نے انھیں یتیم کہ کر پکارا ہے۔

پہلی آیت ﴿فَأَمَّا ٱلۡيَتِيمَ فَلَا تَقۡهَرۡ﴾ ترجمہ یتیموں کو جھڑ کو مت۔[1]

اس آیت کے شان نزول کے متعلق فخر الدین رازی لکھتا ''روی انھا نزلت حین صاح النبی ص علی ولد خدیجه ''۔

ترجمہ: مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے سابقہ یتیم بچوں کو شور کرنے سے منع کیا

---

[1]۔ پارہ 30 سورہ الضحیٰ آیت 9

اور جبریل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے ﴿فَأَمَّا ٱلۡيَتِيمَ فَلَا تَقۡهَرۡ﴾ آئے میرے حبیبِ ان یتیم بچوں کو جھڑکو مت۔[1]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے ہاں وہ کونسے یتیم بچے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت میں تھے جنھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شور کرنے سے منع کیا تو اللہ تعالی نے آپنے حبیبِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا یتیموں کو جھڑکو مت جیسا کہ ہر شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ہمیشہ لفظ یتیم کا اطلاق ہر اس بچے پر ہوتا ہے جس کے سر سے اس کا پدری سایہ ہمیشہ کے لئے اٹھ چکا ہو اگر وہ بچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی اولاد ہوتے تو اللہ تعالی ان بچوں کیلئے لفظ یتیم ہر گز استعمال نہ کرتا گویا یہ آیت قرآنی بتا رہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیت الشرف میں کچھ یتیم بچے بھی پرورش پا رہے تھے اس لئے اللہ تعالی نے انہیں یتیم کہہ کے پکارا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیت الشرف میں کون سے یتیم پرورش پا رہے تھے اور جنھیں عرب اصطلاح میں ربیبہ کہا جاتا ہے دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا وہ پروردہ اولاد بیٹے تھے یا بیٹیاں اس سوال کا جواب سورہ نساء کی آیت 23 دیتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے ارشاد رب العزت ہے ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، تفسیر کبیر، جلد 31، ص219، تفسیر سورۃ الضحیٰ پارہ 30 آیت 9

حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلا جُنَاحَ عليكم ﴾

ترجمہ: وہ عورتیں جن سے نکاح کرنے کے بعد ان کا دوسرا شوہر ان سے مقاربت کر چکا ہو تو ان عورتوں کی وہ پہلی بیٹیاں جو ان کے سابقہ شوہر سے ہوں وہ ان کے دوسرے شوہر پر حرام قرار دی گئی ہیں یعنی ان سے دوسرا شوہر نکاح نہیں کر سکتا اگر اس نے مقاربت نہ کی تو کوئی حرج نہیں اس ربیبہ اولاد کی مثال امام بیضاوی نے کچھ اس طرح سے دی ہے ''كما تقول: بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم من خديجة'' جیسے کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں جناب خدیجہ علیہا السلام کے بطن اطہر سے تھیں۔[1]

گویا مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ زینب ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹیاں ہرگز نہ تھیں بلکہ پروردہ تھیں اگر یہ نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹاں ہوتیں تو وہ آیت ''حرمت عليكم امهتكم ''میں داخل

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القران والرغائب الفرقان ج2 ص387، تفسیر سورہ النساء آیت 23، تالیف نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین قمی متوفی 850ھ، المحقق: الشیخ زکریا عمیرات الناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت الطبعۃ: الأولی، 1416

ہوتیں اور انھیں دوبارہ ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ﴾ کے حکم میں ذکر کرنے ضرورت نہ تھی۔

یتیموں کی پرورش شعائر نبوت اور کار رسالت میں داخل ہے

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردہ بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ زینب بنت جحش کے ساتھ اسے طلاق ملنے کے بعد اس سے عقد کیا تو بعض لوگ رسالت کی شان میں انگلیاں اٹھانے لگے اور کہنے لگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بہو کے ساتھ عقد کیا ہے جو کہ فعل قبیح ہے تو اللہ تعالی نے اپنے نبی کی عصمت و عفت اور طہارت کا دفاع کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی ﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

ترجمہ: محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور سلسلہ انبیاء کے خاتم ہیں۔ [1]

شیعہ اور سنی تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت کا تعلق زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور زینب بنت جحش کے عقد سے ہے چونکہ زید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] ۔پارہ 22 سورہ احزاب آیت 40

کے غلام تھے جنھیں ان کے باپ کی خواہش کی بنا پر آپ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا لیکن اس نے اپنے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو اس کے باپ نے اعلان کر دیا یہ آج سے میرا فرزند نہیں ہے نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا آج سے یہ میرا فرزند ہے اور اسی طرح وہ ابن محمد کے نام سے مشہور ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش کے ساتھ اس کی شادی کرادی پھر جب اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو پھر نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے عقد میں لے لیا لوگ اس عقد کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر طنز کرنے لگے کہ محمد ﷺ نے اپنی بہو کے ساتھ عقد کر لیا ہے اللہ تعالی نے اپنے محبوب کی عفت عصمت و طہارت کا دفاع کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی کہ میرا محمد ﷺ اعتبار نسب کے تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن باعتبار رسالت و نبوت پوری امت کے روحانی باپ ہیں۔

چونکہ نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کچھ اس طرح سے پرورش اور کفالت کی کہ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بیٹھنے والے بھی نہ سمجھ سکے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا صلبی بیٹا ہے یا پروردہ اور وہ پروردہ کو صلبی بیٹا سمجھنے لگے اور اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ان یتیم بچیوں کی پرورش اور کفالت کچھ اس انداز سے کی کہ لوگ انہیں رسول خدا ﷺ کی صلبی بیٹیاں کہنے لگے مگر اللہ تعالیٰ نے "فاما الیتیم

فلا تقھر'' آیت نازل فرما کر اپنے حبیب ﷺ کی امت پر آشکار کر دیا یہ بچیاں یتیم ہیں۔

جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے صاحبِ اولاد ہونے کا بیان

اہل سنت نقطہ سے جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام نبی کریم ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے بیوہ اور صاحب اولاد تھیں جس کی تفصیل اہل سنّت مورخین نے کچھ اس طرح سے بیان کی ہے۔

پہلی روایت

''خديجه بنت خويلد!وهى اول من تزوج زوجة اياها ابوها خويلد بن اسد ويقال اخوها عمرو بن خويلدواصدقها رسول الله عشرين بكرة فولدت لرسول الله ولده كلهم الا ابراهيم وكانت قبله عند ابي هاله بن مالك احد بني اسيد بن عمرو بن تميم حليف بن عبدالدار فولدت له هند بن ابي هاله وزينب بنت ابي هاله وكانت قبل ابي هاله عند عتيق بن عائذ بن عبدالله بن عمر بن مخزوم فولدت له عبدالله وجارية''۔

ترجمہ: خدیجہ بنت خویلد علیہا السلام نبی کریم ﷺ کی وہ پہلی زوجہ ہیں جن کا عقد ان کے باپ خویلد بن اسد نے یا ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا اور حق مہر میں بیس اونٹ عطا کئے گئے آپ ﷺ کی تمام نرینہ اولاد اس معظمہ

بی بی سے پیدا ہوئی سوائے جناب ابراہیم علیہ السلام کے یہ معظمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے ابی ہالہ بن مالک احد بنی اسید بن عمرو بن تمیم کی زوجیت میں رہ چکی تھیں جو قبیلہ بنی دار کا حلیف تھا اس سابقہ شوہر سے اس معظمہ بی بی کے ہاں دو اولادیں پیدا ہوئی تھی ھند اور زینب اور یہ معظمہ بی بی ابی ہالہ کی زوجیت میں آنے سے پہلے عتیق بن عائز بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے عقد میں رہ چکیں تھیں اور اس شخص سے دو اولادیں پیدا ہوئیں ایک بیٹا جس کا نام عبد اللہ اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔[1]

ارباب انصاف

اہل سنت عقیدے مطابق جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے یکے بعد دیگرے دو آدمیوں کی زوجیت میں رہ چکی تھیں اور ان سے تین اولادیں بھی پیدا ہو چکیں تھیں ایک بیٹا جس کا نام عبد اللہ اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں ایک بیٹی کا نام زینب اور دوسری بیٹی کے نام کی تصریح روایت میں مذکور نہیں ممکن ہے اس کا نام رقیہ ہو یا ام کلثوم اتنی بات تو واضح ہو گئی ہے کہ اہل سنت کے نزدیک کہ یہ معظمہ بی بی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے صاحب

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تہذیب سیرت ابن ہشام، ص 377، تالیف عبد السلام ہارون متوفیٰ 1408ھ، منشورات بیروت لبنان

اولاد تھیں اور ایک بیٹی کا نام زینب تھا اور یہ وہی زینب ہے جسے نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹی کہا جاتا جب کہ یہ صلبی بیٹی نہ تھی بلکہ ربیبہ تھی اور دوسری بیٹی جس کا نام روایت میں ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ وہ رقیہ ہو یا ام کلثوم ہو اور ان صاحب زادیوں کی لئے قرآن مجید میں لفظ ربیبہ استعمال ہوا ہے اور شریعت نے ان پرورده بیٹیوں کے ساتھ عقد کرنا حرام قرار دیا ہے جس کی تصریح سورہ نساء کی آیت نمبر 23 میں کی گئی ہے وہ آیت کریمہ یہ ہے ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ﴾

فخر الدین الطریحی لکھتے ہیں "رقيه بنت رسول الله ص قيل تزوجها العثمان قيل أنها ربيبة هو الاصح"۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی شادی عثمان بن عفان سے کی گئی تھی اور صحیح ترین قول کی بنا پر وہ نبی کریم ﷺ کی پرورده بیٹی تھی۔[1]

دوسری روایت

"و كانت خديجة عند عتيق بن خالد المخزومي فولدت له جاريه ثم تزوجها بعده أبو هالة زرارة بن نباش الأسيدي تميمي من بني حبيب بن جروة و مات بمكة في الجاهلية و كانت ولدت له هند بن أبي هالة فتجوزها رسول الله

[1] ۔ مجمع البحرین ج 1 ص 194، مادہ رقا، تالیف محدث الفقیہ الشیخ فخر الدین طریحی متوفیٰ 1785ھ، مطبوعہ دار الثقافہ

صلى الله عليه وسلم بعده ولم ينكح عليها امرأة حتى ماتت و ربي ابنها هندا وكان ربيبه و كان يقول أنا أكرم الناس أبا وأما وأخا وأختا أبي رسول الله صلى الله عليه وسلم و أمي خديجة وأختي فاطمة و أخي القاسم''۔

ترجمہ: جناب خدیجہ علیہا السلام کا پہلا شوہر ابو ھالہ زرارہ بن نباش اسدی تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہی مکہ مکرمہ میں فوت ہو گیا تھا اس سے آپ کا ایک بچہ پیدا ہوا جسے ہند بن ابی ہالہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی وفات کے بعد جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب خدیجہ علیہا السلام کی حیات طیبہ میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب خدیجہ علیہا السلام کے اس بیٹے ہند کو پالا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرورده بیٹا بن گیا اور وہ فخر سے کہتا تھا میں تمام لوگوں سے باپ، ماں، بھائی اور بہن کے لحاظ سے افضل ہوں کیونکہ میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میری ماں خدیجہ الکبری علیہا السلام ہیں اور میری بہن فاطمہ الزھراء علیہا السلام ہیں اور میرا بھائی قاسم علیہ السلام ہے۔[1]

ارباب انصاف

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب المعارف ص 133 ذکر ازواج النبی ص، تالیف ابی محمد ابی عبد اللہ المعروف ابن قتیبہ متوفیٰ 276ھ، حققہ وقدم لہ ثروت عک

آپ نے ملاحظہ فرمالیاہے کہ یتیم بچوں کو پالنا شعائر نبوت اور کار رسالت میں سے ہے جس طرح ھند بن ابی ھالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرورده بیٹا ہے اسی طرح زینب، ام کلثوم اور رقیہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورده بیٹیاں ہیں ان پرورده بیٹیوں کے بارے میں یہ کہیں نہیں ملتا کہ انہوں نے بھی کسی مقام پر فخریہ طور پر ہند بن ابی ہالہ کی طرح کہاہو کہ ہماراباپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں ہیں۔

اس روایت میں دو باتیں قابل ذکر اور قابلِ فکر ہیں

پہلی بات

ھند بن ابی ہالہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرورده بیٹا تھا اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا باپ کہنا۔

دوسری بات

ھند کا بہنوں میں سے صرف جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کا نام لینا اور زینب، رقیہ اور ام کلثوم کا نام نہ لینا اس بات کا منہ بولتا ہوا ثبوت ہے کہ وہ صاحب زادیاں اولاد خدیجہ علیہا السلام میں سے بھی نہ تھیں چہ جائیکہ انھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹیاں کہا جائے۔

دختران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادیاں اہل سنت کے نزدیک

اہل سنت حضرات نے ان صاحبزادیوں کی شادیوں کا اجمالی طور پر کچھ اس طرح سے ذکر کیا ہے مثلاً زینب کی شادی زمانہ جاہلیت میں ابو العاص بن ربیع مخزومی سے کی گئی اور ان کی زوجیت میں 8 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات فرما گئیں جبکہ اس کا شوہر 12 ہجری حضرت ابو بکر کے دور حکومت میں فوت ہوا ہے جس سے زینب کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اہل تاریخ نے علی ذکر کیا ہے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جو امامہ بنت ابو العاص کے نام سے معروف ہیں جسے مولا علی علیہ السلام کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور مولا کائنات علیہ السلام کی شہادت عظمی کے بعد یہ بی بی مغیرہ بن نوفل کی عقد میں چلی گئیں رقیہ کو زمانہ جاہلیت میں پسر ابو لہب عتبہ کے عقد میں دے دیا گیا اسی طرح ام کلثوم کو بھی زمانہ جاہلیت میں ابو لہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے عقد میں دے دیا گیا۔

سورہ تبت ید ا ابی لھب کے نزول کے بعد پسر ان ابو لہب نے اپنی ماں ام جمیل اور اپنے باپ ابو لہب کے کہنے پر ان دونوں صاحبزادیوں کو طلاقیں دے دیں پھر دوبارہ ان صاحبزادیوں کو یعنی رقیہ اور ام کلثوم کو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان

بن عفان کی عقد میں دے دیا گیا پہلے رقیہ کو عثمان کی زوجیت میں دیا گیا اور وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلا گیا رقیہ کے بطن سے عثمان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اہل تاریخ نے عبد اللہ ذکر کیا ہے اور عثمان کی کنیت اسی بیٹے کے نام پر ہے یعنی ابو عبد اللہ یہ بیٹا بچپن میں ہی کسی مہلک مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دائی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

2 ہجری غزوہ بدر کے ایام میں رقیہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا جناب رقیہ کی وفات کے بعد ام کلثوم سے عثمان کا عقد کیا گیا اہل تاریخ نے اس کے بطن سے عثمان کے ہاں کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا، ام کلثوم کا 8 ہجری مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا۔

محدث عبد الحق دہلوی کہتا ہے کہ دولابی نے کہا ہے سیدہ رقیہ کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ ان کے زمانے جاہلیت میں ہوا تھا۔[1]

جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی شادی مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے ساتھ مدینہ منورہ میں کی گئی جن کے بطن اطہر سے مولی علی علیہ السلام کے ہاں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں

---

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ ج 2 ص 529، مترجم علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی، ناشر شریف برادرز اردو بازار زبیدہ سنٹر لاہور

بیٹے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام اور جناب محسن علیہ السلام البتہ بعض کتب اہل سنت میں اس بات کی طرف اشارہ بھی ملتا ہے کہ جناب محسن علیہ السلام کو اس دار فانی میں آنے سے پہلے ہی دار بقا کی طرف لوٹا دیا گیا جیسا کہ کتاب تاریخ یعقوبی اس پر شاہد ہے۔

اور بیٹیاں جناب زینب علیہا السلام اور جناب ام کلثوم علیہا السلام ہیں اس معظمی کائنات بی بی علیہا السلام نے 11 ہجری مدینہ منورہ میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی اس مختصر سی تحریر پر کتب تاریخ شاہد ہیں۔

ارباب انصاف

زینب اور رقیہ کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد، یعنی امامہ، علی اور عبد اللہ اگر نبی کریم کے سگے نواسے ہوتے تو کتب حدیث اور مناقب ان کے فضائل و مناقب سے اس طرح مملو دیکھائی دیتیں جس طرح جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے بطن

اطہر سے پیدا ہونے والی اولاد کے فضائل اور مناقب سے مملو ہیں آخر ایسا کیوں؟

فتدبر ایھا القاری۔[1]

یہ بات تو اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے کہ ظہور اسلام سے پہلے یہ لڑکیاں کافروں سے یعنی پسران ابولھب عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔

انوکھی فضلیت

اس شادی میں کونسی انوکھی فضیلت پائی جاتی ہے جو حضرت عثمان بن عفان رض کے ساتھ ہی خاص ہے جبکہ اس فضیلت میں ان کے ساتھ پسران ابولھب عتبہ اور عتیبہ بھی برار کے شریک ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کی تاریخ تولد

اکابرین اہل سنت نے اپنی اپنی تصانیف میں واضح اور شفاف الفاظ میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیٹیاں اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئیں مثلا کتاب البدا ءوالتاریخ کی عبارت ''وروى سعيد بن أبي عروة عن قتادة قال ولدت خديجة لرسول الله صلى الله عليه وسلم عبد مناف في الجاهلية وولدت له في

[1] ۔ کتاب نسب قریش ج 1 ص22 ذکر ولد عبد اللہ بن عبد المطلب، مصنف لابی عبد اللہ المصعب بن عبد اللہ بن المصعب الزبیری متوفیٰ236ھ، المطبعۃ دار المعارف مصر تاریخ طباعت 1953م

الإسلام غلامين وأربع بنات القاسم وبه كان يكنى أبا القاسم فعاش حتى مشى ثم مات وعبد الله مات صغيراً وأم كلثوم وزينب ورقية وفاطمة''۔

ترجمہ: سعید بن ابی عروہ قتادہ سے روایت کرتا ہے وہ کہتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے بطن اطہر سے اعلان نبوت سے پہلے ایک بیٹا پیدا ہوا جسے عبد المناف کہا جاتا ہے اور ظہور اسلام کے بعد دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں بیٹوں کے نام یہ ہیں قاسم علیہ السلام ان ہی کی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابو القاسم کہا جاتا ہے وہ چلنے کی عمر تک زندہ رہے لیکن اس کے بعد انتقال فرما گئے اور دوسرے بیٹے کا نام عبد اللہ ہے جو بچپن میں ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور بیٹیاں ام کلثوم زینب رقیہ اور فاطمہ علیہا السلام۔[1]

کتاب تاریخ خمیس کی عبارت ''عبدمناف فيكونون على هذا اثني عشر وهذا القائل يقول أولاده كلهم سوى هذا ولدوا في الاسلام بعد المبعث''۔

ترجمہ: ایسی روایات پائی جاتی ہیں جن میں ذکر ہوا ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے بھی جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے بطن اطہر سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد المناف ہے اس قول کی بناء پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہ اولادیں بنتیں

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: البدء والتاریخ ج5: ص16 ذکر اولاد الرسول اللہ، تالیف المطهر بن طاهر المقدسي (المتوفى: نحو 355هـ) الناشر: مكتبة الثقافة الدينية، بور سعيد

ہیں اس عبد المناف بیٹے کے علاوہ باقی سب اولادیں اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئیں۔[1]

ارباب انصاف

جب کہ مورخین اہل سنت نے اپنی اپنی تصانیف میں لکھاہے کہ کہ نبی کریم ﷺ کی تمام بیٹیاں اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئیں پھر یہ کہنا کس طرح درست ہو گا کہ زینب ام کلثوم اور رقیہ کی شادیاں قبل از ظہور اسلام ابو العاص بن ربیع مخزومی اور پسران ابو لھب یعنی عتبہ اور عتیبہ مشرکینِ سے کردی گئیں تھیں پھر ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سورہ المسد کے نزول کے بعد جناب ام کلثوم اور رقیہ رض کو پسران ابولھب کی طرف سے طلاقیں مل گئیں پھر دوبارہ انہیں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان بن عفان کی زوجیت میں دیا گیا ساتھ یہ بھی ادعاء کیا جاتاہے کہ رقیہ کو طلاق ملنے کے بعد عثمان کی زوجیت میں دیا گیااور حضرت عثمان نے اس کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی ۔

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تاریخ الخمیس في أحوال أنفس النفیس، ج5 ص272، ذکر اولادہ علیہ السلام، المؤلف: حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکری (المتوفی:966ھ-) الناشر: دار صادر —بیروت

غلط نظریہ

اولاً یہ بات اس قول کے مخالف ہے کہ جس میں ذکر ہوا ہے کہ سورہ تبت یدا ابی لھب اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان شعب ابی طالب علیہ السلام میں محصور تھے جب کہ اس واقعہ کا تعلق بعثت کے چھٹے سال کے ساتھ ہے اور ہجرت حبشہ کا تعلق بعثت کے پانچویں سال کے ساتھ ہے۔

قول صحیح کی بناء پر ہم اس قول کو ترجیح دیں گے اس روایت کی بنا پر جس میں ذکر ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت ﴿وأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ کے نزول کے بعد کھانا تیار کرایا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت دی جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پیغام الہی سنایا اور بت پرستی کے انجام سے خبردار کیا یہ بات ابولھب پر بہت شاق گزری اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ کلمہ بولا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جا (نعوذ باللہ) ابولہب کی اس جسارت کے بعد یہ آیت نازل ہوئی (تبت یدا ابي لهب وتب)۔

اس واقعہ کی تفصیل کتب تاریخ اور احادیث میں موجود ہے لیکن میں یہاں پر اس کا ذکر اجمالی طور پر کرنا مناسب سمجھتا ہوں اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے شیعہ اور سنی کتب تفسیر سے اس سورہ کا شان نزول ذکر کرنا مناسب سمجھتا

ہوں تاکہ تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو یقین حاصل ہو جائے کہ سورہ المسد بعثت کے تیسرے سال نازل ہوئی ہے۔

سورۃ المسد کا شان نزول شیعہ اور اہل سنت کے نزدیک

کتاب الدر المنثور کی عبارت ''وأَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنصُورٍ والبُخارِيُّ ومُسْلِمٌ، وابْنُ جَرِيرٍ، وابْنُ المُنْذِرِ، وابْنُ أبِي حاتِمٍ، وابْنُ مَرْدُويَهَ وأبُو نَعِيمٍ والبَيْهَقِيُّ مَعًا في الدَّلائِلِ عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ قالَ: «لَمّا نَزَلَتْ ﴿وأنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأقْرَبِينَ﴾ [الشعراء'' سعید بن منصور' بخاری' مسلم' ابن جریر' ابن منذر' ابن ابی حاتم' ابن مردویہ' ابو نعیم اور بھیقی نے کتاب دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سورہ المسد دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔[1]

تفسیر نورالثقلین کی عبارت ''وفيه عند قوله تعالى: "وانذر عشيرتك الأقربين" وعن ابن عباس قال: لما نزلت هذه الآية صعد رسول الله صلى الله عليه وآله على الصفا فقال: يا صباحاه، فاجتمعت إليه قريش فقالوا: مالك فقال؟ أرأيتكم ان أخبرتكم ان العدو مصبحكم وممسيكم ما كنتم تصدقوني ؟ قالوا: بلى قال: " فانى نذير لكم بين يدي عذاب شديد " قال أبو لهب: تبا لك ألهذا دعوتنا جميعا؟ فأنزل الله عز وجل تبت يدا أبي لهب''۔

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الدر المنثور فی تفسیر بالماثور ج 6 ص 408 سورہ المسد، تالیف، جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ

ترجمہ: جناب ابن عباس رضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس وقت آیت ﴿وأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ نازل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قریبی رشتہ داروں کو انذار کرنے اور اسلام کی دعوت دینے پر مامور ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لائے وہاں آواز دی یاصباحاہ (اس کلمہ کی آواز اس وقت عرب لگاتے تھے جب ان پر دشمن ان کی غفلت وجہ سے حملہ آور ہو جایا کرتا تھا تاکہ سب اس سے باخبر ہو جائیں اور اس کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جائیں)مکہ کے لوگوں نے جب یہ آواز سنی تو انہوں نے پوچھا یہ آواز کون دے رہاہے انہیں بتایا گیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم د کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل عرب کو ان کے نام کے ساتھ پکارااور اس آواز پر سب جمع ہو گئے آپ ص نے ان سے پوچھا مجھے بتاؤ اگر میں تمھیں خبر دوں کہ دشمن کے سوار پہاڑ کے پیچھے موجود ہیں وہ تم پر حملہ کرنے والے ہیں کیا تم میری بات کی تصدیق کروگے انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم نے تو آپ کو کبھی بھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں خدا کے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں جب ابو لہب نے یہ بات سنی تو اس نے کہا تو ہلاک ہو جا (نعوذ باللہ) تو نے ہمیں صرف یہ بات کہنے کیلئے یہاں جمع کیا ہے تو اس وقت یہ سورہ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی۔ [1]

[1]۔ تفسیر نور الثقلین ج5 ص689 سورہ المسد، الشیخ عبد علی العروسی الحویزی متوفیٰ 1060 ھ

نوٹ! سورہ مسد دفعتاً نازل ہوئی ہے گویا شیعہ اور سنی مفسرین نے اس بات کا دل کھول کر اعتراف کیا ہے کہ سورۃ تبت یدا ابی لہب دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر بعثتِ کے تیسرے سال مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔

ہجرت فواطم کا بیان

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہمیں کوئی ایسا ام کلثوم نام دکھائی نہیں دیتا جس کے بارے میں یہ کہا جا سکے کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی بیٹی تھی اور ابو لہب کے بیٹے نے اسے مکہ میں طلاق دے دی تھی اور مدینہ منورہ میں ہجرت کے کچھ سال بعد اس نے عثمان سے شادی کر لی تھی بلکہ مورخین نے فقط اسی بات پر اتفاق کیا ہے کہ علی علیہ السلام السلام، فواطم یعنی جناب **فاطمہ الزہراء علیہا السلام، فاطمہ بنت اسد، فاطمہ بنت حمزۃ اور فاطمہ بنت زبیر بن عوام، ام ایمن اور** کچھ ناتوان مومنات کو اپنے ساتھ مکہ سے مدینہ لائے تھے یہاں ام کلثوم کی جانب کوئی اشارہ نہیں ملتا کیا اس نے اس واقعہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی یا اس کے بعد؟ یہ بھی معلوم نہیں اس نے کس کے ساتھ ہجرت کی تھی۔

قول فیصل سنی المذہب عالم دین مولوی محمد انشاء اللہ محمدی مسئلہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تحقیق عمیق کے بعد فیصلہ کن قول نقل کرتے ہیں کہ محقق اور یقینی بات صرف

یہی ہے کہ حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی بطن جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام سے فقط حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام متولد ہوئی تھیں بس۔[1]

روایات ضعیفہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں

اب میں اپنے محترم قارئین کی پیش نظر کچھ ایسی روایات کرنا چاہتا ہوں جن کا سہارا لیتے ہوئے اہل سنت حضرات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونے کا دعویٰ کیا کرتے ہیں جبکہ یہ روایات ان کے سہانے خوابوں کی مفید تعبیر دیتی ہوئی دکھائی نہیں دیتیں۔

جواب :اولا جن جن روایات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ذکر ہوا وہ روایات سند کے لحاظ ضعیف ہیں جس کی وجہ سے وہ ساقط عن الاعتبار سمجھی جاتی ہیں۔

پہلی روایت

115'' حدثنا أبي، ومحمد بن الحسن رضي اللهعنهما قالا: حدثنا سعد بن عبد الله، عنأحمد بن أبي عبد الله البرقي، عن أبيه، عنابن أبي عمير، عن علي بن أبي حمزة، عنأبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ولدلرسول الله صلى الله

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب السر المختوم فی تحقیق عقد ام کلثوم سلام اللہ علیہا ص12، تالیف مولوی محمد انشاء اللہ صاحب محمدی صدیقی حنفی چشتی بدایونی

عليه وآله من خديجة القاسم والطاهر وهو عبد الله، وأم كلثوم، ورقية، وزينب، وفاطمة. وتزوج علي ابن أبي طالب عليه السلام فاطمة عليها السلام، وتزوج أبو العاص بن الربيع وهو رجل من بني أمية زينب، وتزوج عثمان بن عفان أم كلثوم فماتت ولم يدخل بها، فلما ساروا إلى بدر زوجه رسول الله صلى الله عليه وآله رقية. وولد لرسول الله صلى الله عليه وآله إبراهيم من مارية القبطية وهي أم إبراهيم''۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے بطن اقدس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں یہ اولادیں پیدا ہوئیں بیٹے جناب قاسم علیہ السلام اور جناب طاہر علیہ السلام پیدا ہوئے اور انہیں عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے بیٹیاں ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی شادی علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام سے کی گئی جناب زینب کی شادی اموی شخص ابو العاص بن الربیع سے کی گئی جناب ام کلثوم کی شادی عثمان بن عفان سے کی گئی اور ام کلثوم کی وفات کے بعد غزوہ بدر کی طرف بڑھتے وقت جناب رقیہ کی شادی حضرت عثمان سے کی گئی اور جناب ماریہ قبطیہ علیہا السلام کے بطن اقدس سے جناب ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور جنابِ ماریہ علیہا السلام جناب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔[1]

[1] ۔کتاب خصال ص 404 ابواب السبعہ، تالیف الشیخ الصدوق محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويه، أبو جعفر القمي متوفی 381ھ

جواب : یہ جو روایت کتاب خصال صدوق کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای علی بن حمزہ سالم بطائنی ہے جو کہ جھوٹا اور ملعون قسم کا شخص ہے ''قال علی بن الحسن بن فضال علی بن أبي حمزة كذاب متهم ملعون''۔

ترجمہ : علی بن حسن بن فضال کہتا ہے کہ علی بن ابی حمزہ کذاب اور ملعون شخص ہے۔[1]

''وقال ابن الغضائري أبو محمد، واقف ابن واقف، ضعيف في نفسه''ابن عضائری ابو محمد ابی حمزہ روای کے متعلق کہتا ہے یہ واقفی کا بیٹا واقفی ہے جو کہ بذات خود ضعیف ہے۔[2]

علامہ نجاشی اس راوی کے متعلق کہتے ہیں کہ ''وهو احد عمد الواقفة'' یہ شخص واقفی فرقہ کے بانیان میں سے ایک ہے۔[3]

لہذا یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے جس کی وجہ سے یہ اس قابل نہیں رہی کہ اس کے ساتھ استدلال کرتے ہوئے یہ عقیدہ یا نظریہ قائم کیا جا سکے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹیاں چار ہیں۔

---

[1] ۔ جامع الرواۃ ج1 ص547 مادہ حرف العین، تالیف الشیخ محمد بن علی اردبیلی الغروی الحائری

[2]۔ نقد الرجال ج2، ص36، تالیف، الشیخ مصطفی ابن احمد تفریشی

[3]۔ رجال نجاشی، ص249 باب علی، تالیف، الشیخ الجلیل احمد بن علی نجاشی متوفی 450ھ

دوسری حدیث

116 '' حدثنامحمد بن الحسن بن أحمدبن الوليد رضي الله عنه قال: حدثنامحمد بن الحسن الصفار، عنأحمد بن محمد بن خالدقال: حدثني أبو علي الواسطي، عن عبد الله بن عصمة، عنيحيى بن عبد الله، عنعمرو بن أبي المقدام، عن أبيه، عن أبي عبد الله عليه السلام وإن خديجة رحمها الله ولدت مني طاهراوهو عبد الله وهو المطهر، وولدت مني القاسم وفاطمة ورقية وأم كلثوم وزينب''۔

ملخص ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عائشہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ بابرکت عورتوں سے اولادیں عطاء فرماتا ہے اوراللہ تعالیٰ نے مجھے خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے بطن اقدس سے بیٹے عبداللہ علیہ السلام, قاسم علیہ السلام اور بیٹیاں جناب فاطمہ ,رقیہ ,ام کلثوم اور زینبِ عطاء فرمائیں۔[1]

جواب! اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک راوی ابو علی الواسطی ہے جس

[1] ۔کتاب خصائل ص405 ابواب السبعہ، تالیف الشیخ الصدوق محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويہ، أبو جعفر القمي متوفی 381ھ

کے متعلق علامہ جواہری فرماتے ہیں ابو علي الواسطي مجهول ہے۔[1]

نیز اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای ابو المقدام ثابت الحداد ہے جو شیخین کی ولایت و امامت کی طرف لوگوں کو راغب کیا کرتا تھا ابو المقدام ثابت کے متعلق شیخ الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس شخص کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو لوگوں کو مولا علی علیہ السلام کی امامت سے منحرف کیا کرتے تھے۔

" مثلاً حسن بْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ، وَ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، وَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، وَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، وَ أَبُو الْمِقْدَامِ ثَابِتٍ الْحَدَّادِ، وَ هُمُ الَّذِينَ دَعَوْا إِلَى وَلَايَةِ عَلِيٍّ (ع) ثُمَّ خَلَطُوهَا بِوَلَايَةِ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ يُثْبِتُونَ لَهُمَا إِمَامَتَهُمَا ''۔

ترجمہ: حسن بن صالح بن حی؛ سالم بن ابی حفصۃ، الحکم بن عینیہ، سلمۃ بن کھیل اور ابو مقدام ثابت حداد وغیرہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابتداء میں تو لوگوں کو علی علیہ السلام کی ولایت قبول کرنے کی دعوت دی پھر بعد میں مولا علی علیہ السلام کی ولایت کو ابو بکر اور عمر کی ولایت کے ساتھ مخلوط کر دیا اور شیخین کی ولایت کے مبلغ بن گئے ہیں۔[1]

[1] ۔ المفيد من معجم رجال الحديث ص 714 المؤلف: الشيخ محمد حسين الجواهري الناشر: مؤسسة التاريخ العربي بيروت لبنان الطبعة: الأولى 1430ه- 2009م

خلاصۃ الکلام: ابو المقدام الحداد کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابتداء میں تو مولا علی ابنِ ابی طالب علیہا السلام کی ولایتِ اور امامت کا عقیدہ رکھتے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی دعوت بھی دیا کرتے تھے اور بعد میں یہ لوگ فقط شیخین کی امامت اور ولایت کے قائل ہی نہ ہوئے بلکہ ان کی ولایت وامامت کے مبلغ بھی بن بیٹھے عمرو بن ابی المقدام راوی کے متعلق ابو القاسم بلخی کہتے ہیں ''عمرو بن أبي المقدام ليس بشئ''۔

ترجمہ: عمرو بن ابی المقدام کوئی کوئی شیء نہیں۔[2]

علامہ مجلسی رح نے عمرو بن ابی المقدام کو ضعیف کہاہے۔[3]

میرے محترم قارئین جیسا کہ آپ نے ابو علی الواسطی اور عمرو بن ابی المقدام کے بارے میں علماء رجال شیعہ کے نظریات کو ملاحظہ فرمالیاہے کہ انہوں نے کس قدر ان راویوں پر طعن کی ہے اور ان رایوں کے مطعون اور مذموم

---

[1] ۔ اختیار معرفۃ الرجال ج 1 ص 233، تالیف شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی متوفی 460ھ، کتاب شفاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور ج 2 ص 166 ذکر ترجمہ اللھم ان ھذا یوم تبرکت بہ بنو امیہ الوجہ الرابع، تالیف الحاج میرزا ابی الفضل الطھرانی متوفیٰ 1316ھ

[2] ۔ کتاب: قبول الأخبار ومعرفۃ الرجال ج 2 265 مادہ حرف العین، المؤلف: أبو القاسم عبد اللہ بن أحمد بن محمود الکعبي البلخي (ت ۳۱۹ھ، المحقق: أبو عمرو الحسيني بن عمر بن عبد الرحيم، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰

[3] ۔ الوجیز ص 270 مادہ حرف العین

ہونے کی وجہ سے یہ روایت اپنا صحت کا درجہ کھو بیٹھی ہے لہذا یہ روایت اس قابل نہیں ہے کوئی فرقہ اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے کے یہ عقیدہ اور نظریہ قائم کر سکے کہ رسول خدا ﷺ کی صلبی بیٹیاں چار ہیں۔

تیسری روایت

1880، 1''علي بن الحسين عن عبد الرحمن بن أبي نجران، وسندي بن محمد، ومحمد بن الوليد جميعا عن عاصم بن حميد عن يزيد بن خليفة قال: كنت عند أبي عبد الله عليه السلام فسأله رجل من القميين فقال: يا أبا عبد الله أتصلي النساء على الجنازة؟ وحدث حديثا طويلا، وان زينب بنت النبي صلى الله عليه وآله توفيت وإن فاطمة خرجت في نسائها فصلت على أختها۔

ترجمہ :راوی بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے محضر میں موجود تھا ایک قمی شخص نے امام علیہ السلام سے فقہی مسئلہ پوچھا کیا خواتین بھی نماز جنازہ میں شرکت کر سکتیں ہیں؟ پھر امام علیہ السلام نے اسے ایک طویل واقعہ سنایا آخر میں اس کے جواب میں فرمایا جب رسول خدا ﷺ کی بیٹی زینبِ رض نے وفات فرمائی تو جناب فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ خواتین کے ساتھ گھر سے باہر تشریف لائیں فصلت علی اختھا اور اپنی بہن پر نماز جنازہ پڑھی۔[1]

[1] ۔الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ج1 ص485، 301، باب الصلاۃ علی جنازۃ معھا امرأۃ، تالیف ابو جعفر محمد بن حسین بن علی طوسی متوفی 460ھ

جواب! اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای یزید بن خلیفہ حارثی ہے جس کا تعلق واقفی فرقہ کے ساتھ ہے نہ کہ شیعہ اثنا عشریہ کے ساتھ الشیخ عبد اللہ مامقانی یزید بن خلیفہ حارثی کے متعلق کہتے ہیں'' وبالجملة فالرجل واقفي لم يثبت توثيقه''۔ترجمہ: المختصر یزید بن خلیفہ حارثی واقفی فرقہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور یہ شخص مؤثق نہیں۔[1]

آیت اللہ العظمی آقای حافظ بشیر حسین النجفی مد ظلہ العالی والوارف یزید بن خلیفہ حارثی کے متعلق فرماتے ہیں'' لم يثبت وثاقته'' یزید بن خلیفہ حارثی ثقہ راوی نہیں۔

آیت اللہ اسحاق الفیاض دام ظلہ العالی فرماتے ہیں'' ويزيد بن خليفة الحارثي واقفي ولم يثبت وثاقته ''ترجمہ: یزید بن خلیفہ حارثی واقفی المذہب ہے اور اس کی وثاقت علماء رجال شیعہ کے نزدیک ثابت نہیں۔[2]

میرے محترم قارئین یہ روایت بھی سند کے لحاظ سے ضعیف ہے جس کی وجہ سے ساقط عن الاعتبار قرار دی جائے گی لہذا اس روایت کے ساتھ استدلال

[1] ۔تنقیح المقال فی احوال الرجال ج3 ص326 حرف الیاء باب یزید، مؤلف عبد اللہ بن محمد حسن مامقانی متوفی 1351ھ، محل طبع النجف تاریخ طباعت 1352ھ طبع حجر

[2] ۔المباحث الاصولیہ ج15 ص336 الشیخ اسحاق الفیاض نجفی مد ظلہ الوارف

کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹیاں چار ہیں یہ کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو گا۔

ثانیا! جناب زینب بنت ابی ھالہ رض نبی کریم ﷺ کی ربیبہ بیٹی تھی یعنی جس گود میں جناب زینب رض نے پرورش پائی اسی گود میں جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام نے پرورش پائی اس بناء پر روایت کے الفاظ ہیں فصلت علی اُختھا یعنی جناب سیدہ نساء العالمین علیہا السلام نے اپنی منہ بولی بہن زینب رض کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی اس سے سگی بہن کا مفہوم کہاں سے نکالا جا سکتا ہے۔

چوتھی روایت

29 '' قال: وحدثني مسعدة بن صدقةقال: حدثني جعفر بن محمد، عن أبيه قال:" ولدلرسول الله صلى الله عليه وآلهمن خديجة: القاسم، والطاهر، وأم كلثوم، ورقية، وفاطمة، وزينب. فتزوجعلي عليه السلامفاطمة عليها السلام، وتزوج أبو العاص بن ربيعة وهو منبني أمية زينب، وتزوجعثمان بن عفان أم كلثوم ولم يدخل بها حتى هلكت، وزوجهرسول الله صلى الله عليه وآلهمكانها رقية ثم ولدلرسول الله صلى الله عليه وآله من أم إبراهيم إبراهيم، وهي مارية القبطية''۔

ترجمہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے بطن اقدس سے نبی کریم ﷺ کے ہاں یہ اولادیں پیدا ہوئیں بیٹے جناب قاسم علیہ السلام اور

جناب طاہر علیہ السلام پیدا ہوئے اور انہیں عبد اللہ علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے بیٹیاں جناب ام کلثوم ،رقیہ ،زینب اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی شادی علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام سے کی گئی جناب زینب کی شادی اموی شخص ابو العاص بن الربیع المخزومی سے کی گئی جناب ام کلثوم کی شادی عثمان بن عفان سے کی گئی اور جب ام کلثوم وفات فرما گئیں تو ان کی جگہ پر جناب رقیہ کی شادی عثمان سے کر دی گئی اور جناب ماریہ قبطیہ علیہا السلام کے بطن اقدس سے جناب ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور جناب ماریہ علیہا السلام جناب ابراھیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔ [1]

جواب اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک راوی مسعدہ بن صدقہ جو کہ سنی المذہب ہے نہ کہ شیعہ اثنا عشریہ "12305 مسعدة بن صدقة العبدي. وقال الكشي في ذيل ترجمة محمد بن إسحاق" مسعدة بن صدقة بتري"

ترجمہ: علامہ کشی محمد بن اسحاق کے حالات زندگی کے ذیل میں کہتا ہے مسعدہ بن صدقہ سنی مذہب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ [2]

علامہ مجلسی رح نے مسعدہ بن صدقہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] ۔ قرب الاسناد ص 8 تصنیف الشیخ الجلیل آبي العباس عبد اللہ بن جعفر الحمیري

[2] ۔ معجم الرجال الحدیث ج 19 ص 151، تالیف سید ابو القاسم الخوئی متوفی 1992ء

[3] الوجیز فی علم رجال ص 320 مادہ حرف المیم، تالیف علامہ شیخ الاسلام محمد باقر مجلسی متوفی 1111ھ، ترتیب عبد اللہ السبزالی، منشورات مؤسسۃ الاعلمی بیروت –لبنان، تاریخ طباعت 1994م

لہذا یہ روایت بھی اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ استدلال کرتے ہوئے یہ عقیدہ یا نظریہ قائم کیا جاسکے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹیاں چار ہیں جن میں سے تین کی شادیاں خاندان بنو امیہ میں ہوئیں تھیں مثلاً زینبِ سے ابو العاص بن الربیع مخزومی کی اور یکے بعد دیگرے رقیہ اور ام کلثوم سے عثمان بن عفان کی۔ میرے محترم قارئین اس بات کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ مسئلہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق باب الاعتقاد کے ساتھ ہے نہ کہ باب الاعمال کے ساتھ کسی سنی راوی کے قول پر یا کسی روایت ضعیفہ پر عقائد کی دیوار استوار نہیں کی جاسکتی۔

پانچویں روایت

یہ روایت کتاب اصول کافی کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے جس کا خلاصۃ یہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 20 سال سے زائد عمر مبارک میں جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام سے شادی کی تھی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں جناب قاسم رقیہ، زینب، ام کلثوم، جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام طیب اور طاہر علیہما السلام پیدا ہوئے۔[1]

جواب !اولا اس روایت کے ضعیف ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے آقای کلینی نے اس روایت کو بغیر کسی سند کے نقل کیا ہے

[1] ۔ اصول کافی ج1 ص 287 ابواب التاریخ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی متوفیٰ329ھ

لہذا اس روایت پر استدلال کی دیوار کھڑی کرنا علمی خیانت شمار ہو گی۔

ثانیا! آقای کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کافی میں مولد الزهراء علیہا السلام کے نام پر مستقل باب قائم کیا ہے جس میں جناب سیّدہ نساء العالمین علیہا السلام کی شان اور فضیلت میں دس حدیثیں نقل کی ہیں اس کے بر عکس جناب زینب، جناب ام کلثوم اور جناب رقیہ رضی اللہ تعالی عنھن کے نام پر نہ کوئی باب قائم کیا ہے اور نہ ہی ان کی شان اور فضیلت میں کوئی حدیث نقل کی ہے ''إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ''۔

چھٹی روایت

5455 '' وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْأَشْعَرِيُّ عَنِ السِّنْدِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ وَ أُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ص كَانَتْ تَحْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع بَعْدَ فَاطِمَةَ ع فَخَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ عَلِيٍّ ع الْمُغِيرَةُ بْنُ النَّوْفَلِ فَذَكَرَ أَنَّهَا وَجِعَتْ وَجَعاً شَدِيداً حَتَّى اعْتُقِلَ لِسَانُهَا فَجَاءَهَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ ابْنَا عَلِيٍّ ع وَ هِيَ لَا تَسْتَطِيعُ الْكَلَامَ ''۔

ترجمہ: ابو مریم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ جناب امامۃ بنت ابی العاص جس کی والدہ جناب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں جناب فاطمہ الزهراء علیہا السلام کی رحلت بعد جناب امامہ رضی اللہ عنہا سے علی علیہ السلام نے شادی کی تھی جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی شہادت کے بعد اس سے مغیرہ بن نوفل نے شادی کی وہ بیان کرتا ہے ایک دن امامہ کو ایسا شدید درد لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی زبان بند

ہو گئی فرزندان امیر کائنات امام حسن اور امام حسین علیہما السلام تشریف لائے تو وہ بات نہیں کر سکتی تھی۔[1]

جواب: اولا یہ روایت معصومی نہیں ہے کیونکہ اس روایت کا سلسلہ سند کسی معصوم تک نہیں پہنچتا اور یہی چیز اس روایت کے غیر معتبر ہونے کیلئے کافی ہے۔

ثانیا! اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای بکر بن حبیب الکوفی الاحمسی ابو مریم ہے جس کے متعلق الشیخ عبداللہ مامقانی فرماتے ہیں'' قال في المدراك بكر بن حبيب مجهول''۔

ترجمہ: کتاب مدرارک میں منقول ہے بکر بن حبیب نامعلوم شخص ہے۔[2]

میرے محترم قارئین! جب اس روایت کا ایک راوی نامعلوم شخص ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا کس مذہب کے ساتھ تعلق ہے وہ کیسا شخص ہے آیا وہ نیک ہے یا بد عادل ہے یا فاسق تو ایسے راوی کی صورت الحال سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے یہ روایت بھی اپنی صحت کی ساخت کھو بیٹھی ہے اور روایات ضعیفہ کے زمرہ میں داخل ہو چکی ہے جیسا کہ ہم اوپر اس بات کی ضاحت اور صراحت کر چکے ہیں روایت ضعیفہ کے ساتھ عقائدِ کی دیوار کو استوار کرنا علماء اور عقلا کو زیب نہیں دیتا

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ ج4 ص198 کتاب الوصایا باب الوصیتۃ بالکتب والایماء، الشیخ صدوق

[2] ۔ تنقیح المقال فی احوال الرجال ج12 ص409 مادہ حرف الفاء، تالیف الشیخ عبداللہ مامقانی متوفی 1351ھ

ارباب انصاف

آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایالیاہے کہ یہ تمام پیش کردہ روایات سند کے لحاظ سے انتہائی ضعیف اور کمزور دکھائی دیتی ہیں لہٰذا ان روایات کے اندر اتنی قدرت اور صلاحیت نہیں ہے کہ ان کے ساتھ استدلال کی دیوار کھڑی کرتے ہوئے یہ عقیدہ اور نظریہ قائم کیا جاسکے کہ نبی کریم ﷺ کی صلبی بیٹیاں چار ہیں کیونکہ اس روایت کو کسی عقیدہ اور نظریہ کا مبنی قرار دیا جاسکتاہے جو صحیح السند ہو اس قانون اور قاعدہ سے اہل علم حضرات باخوب واقف ہیں چونکہ یہ روایات سند کے لحاظ سے انتہائی ضعیف اور مخدوش دکھائی دیتی ہیں جس کی وجہ سے اہل سنت حضرات کا مدعی پوراہوتاہوادکھائی نہیں دیتانیز فخر تشیع مرجع عالیقدر مجدد حوزہ علمیہ نجف اشرف آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ العالی فرماتے ہیں جن جن روایات میں بھی نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیوں کا ذکر ہوا ہے ان میں سے ایک روایت بھی سند کے لحاظ صحیح نہیں۔

اعتراضات مع الجوابات

اب میں اغیار کی طرف سے کیے جانے والے چند اعتراضات کا جواب دینامناسب سمجھتاہوں جو تابوت میں آخری کیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اعتراض

مولا علی علیہ السلام نے حضرت عثمان بن عفان کو داماد رسول ﷺ کہا ہے یعنی حضرت عثمان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا'' وقد نلت من صهره مالم ينالا''۔

ترجمہ: تم نے دامادی کا وہ شرف پایا ہے جو ان دونوں نے (شیخین) نہیں پایا۔[1]

جواب اولا: مبلغ اعظم محمد اسماعیل متوفی 14 جون 1976 فصاحت و بلاغت کے آئینہ میں '' وقد نلت من صهره مالم ينالا' کلمہ کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس کلمہ کے ذریعے مولا علی علیہ السلام، حضرت عثمان کو ناراض ہو رہے ہیں اور اسے واقعات یاد دلا کر منفعل کر رہے ہیں کہ تو نے تو تھوڑی بہت دامادی پائی ہے جو انہوں نے نہیں پائی یہ وہ دامادی ہے جس کا مقابلہ شیخین سے ہے نہ کہ مولا علی علیہ السلام کی دامادی سے۔

ثانیاً من صھرہ ہے یعنی لفظ صھر پر من داخل ہے جو کہ تبعیض پر دلالت کرتا ہے گویا یہاں پر جزوی دامادی بیان کی گئی ہے نہ کہ کلی دمادی یاد رکھنا چاہیے کہ جزوی دامادی تب حاصل ہوتی ہے جب بیٹی حقیقی نہ ہو بلکہ ربیبہ ہو۔[2]

مولا علی علیہ السلام کی دامادی کے متعلق فرزندان جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ''فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ''۔

[1] ۔ نہج البلاغہ خطبہ نمبر 162

[2] ۔ فتوحات الشیعہ ص 198، تالیف ناصر حسین نجفی

ترجمہ: اللہ کی قسم اے علی علیہ السلام! آپ نے دامادرسول ہونے کا شرف پایا ہے۔[1]

حضرت عثمان کی دامادی کے لیے لقد نلت من صھرہ آیا ہے مولا علی علیہ السلام کی دامادی کیلئے ''لقد نلت صهر رسول الله'' آیا ہے ''قد نلت من صهره اور لقد نلت صهر رسول الله'' میں نمایاں فرق دکھائی دیتا ہے یعنی مولا علی علیہ السلام کو کلی دامادی کا شرف حاصل ہے کیونکہ مولا علی علیہ السلام کی زوجیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹی تھی حضرت عثمان بن عفان رض کو ایک طرح کی جزوی دامادی حاصل ہے کیونکہ ان کی زوجہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پالک بیٹیاں تھیں نہ کہ صلبی۔

خلاصۃ الکلام: مولا علی علیہ السلام نے قد نلت من صھرہ کہ کر حضرت عثمان رض کے حقیقی دامادرسول ہونے کی نفی کی ہے۔

محققین کی تحقیق عمیق کے مطابق بھی جناب زینب، جناب ام کلثوم اور جناب رقیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورده بیٹیاں ہیں ان کے والد کا نام ابو الھند اور والدہ کا نام ھالہ ہے کہ یہ صاحزادیاں جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی بھانجیاں ہیں اور ان کیلئے قرآن مجید میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح مسلم ج 1,ص کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر « 1072 باب تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ، تصنیف مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری ایرانی متوفی 261ھ

اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِن ''ان صاحب زادیوں کے ربیبہ ہونے کی تفصیل اگلے صفحات پر بیان کی جائے گی۔

اعتراض ''اللهم صل على روقية بنت نبيك والعن من آذى نبيك اللهم صل على ام كلثوم بنت نبيك والعن من آذى نبيك''

ترجمہ: اے اللہ رحمت بھیج اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر اور لعنت بھیج اس شخص پر جس نے تیرے نبی ﷺ کو اس بچی کے بارے میں اذیت پہنچائی اے اللہ رحمت بھیج اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر اور لعنت بھیج اس شخص پر جس نے تیرے نبی ﷺ کو اس بچی کے بارے میں اذیت پہنچائی۔[1]

جواب: اولاً یہ سلام بغیر کسی سند کے ذکر کیا گیا ہے۔

ثانیاً 'ممکن ہے کہ اس سلام میں رقیہ اور ام کلثوم سے مراد علی کی لاڈلیاں ہوں جو مجازاً بنات رسول ﷺ کہلائی گئی ہیں۔

(والعن من آذى نبيك) سے مراد ہے لعنت ہو اس شخص پر جس نے بعد از رسول ﷺ ان شہزادیوں کو اذیت دی ہے کربلا، کوفہ اور شام کے بازاروں اور درباروں میں۔

[1] ۔ مفاتیح الجنان ص509 باب اعمال مشترکۃ لایام شہر رمضان المبارک

اعتراض: نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی زینب کی بیٹی امامہ رض کو قیام کی حالت میں کندھوں پر بیٹھا لیتے رکوع اور سجدہ میں جاتے وقت اسے زمین پر بیٹھا دیتے۔

جواب: یہ امامہ بنت زینب رض، نبی کریم ﷺ کی سگی نواسی نہیں تھی بلکہ یہ آنحضرت ﷺ کی پروردہ بیٹی زینبِ کی بیٹی تھی جسے آپ ﷺ نے بڑے پیار محبت اور نازوں سے پالا تھا کہیں اسے احساس یتیمی نہ ہو اور رسول خدا ﷺ پروردہ بیٹی کی اولاد کے ساتھ بھی وہی سلوک اور برتاؤ کیا کرتے جو عام طور پر سگی اولاد کی اولاد کے ساتھ کیا جاتا ہے چونکہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین اور نمونہ مکارم اخلاق ہیں۔

اعتراض: شیعہ کتنے عجیب لوگ جو بنات رسول خدا ﷺ کے منکر ہیں مثلاً رسول خدا ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں لیکن یہ حضرات جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کے علاوہ کسی دوسری صاحب زادی کو نبی کریم ﷺ کی بیٹی ماننے کیلئے تیار ہی نہیں ہیں۔

جواب: اہل سنت حضرات کتنے عجیب لوگ ہیں ان کے علماء اعلام نے اپنی اپنی تصانیف نبی کریم ﷺ کی بارہ اولاد لکھی ہیں یعنی چار بیٹیاں اور آٹھ بیٹے لیکن یہ حضرات پانچ بیٹوں کے وجود کے شاید اس لیے منکر ہیں ان میں سے کسی کی شادی خاندان بنو امیہ میں نہیں ہوئی ہوئی ہو گئی اگر وہ بھی خاندان بنو امیہ کے داماد ہوتے تو یقیناً آج ان کے ترانے بھی پڑھے جاتے اور ان کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے مستقلا کتابت اور خطابت کا عمل وجود میں لایا جاتا۔

شیعہ نقطہ نظر سے یہ صاحب زادیاں پروردہ تھیں

''سید ابو القاسم علی بن احمد بن موسیٰ ابن الامام محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی؛بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام نے مسئلہ بنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کچھ یوں بیان کی ہے ''ما رواہ مشایخنا من اهل العلم عن الائمة من اهل البيت عليهم السلام وذلك ان الرواية صحت عندنا عنهم انه كانت لخديجة بنت خويلد من امها اخت يقال لها هالة قد تزوجها رجل من بني مخزوم فولدت بنتا اسمها هالة ثم خلف عليها بعد ابي هالة رجل من تميم يقال له أبو هند فأولدها ابنا كان يسمى هندا بن ابي هند وابنتين فكانتا هاتان الابنتان منسوبتين الى رسول الله (ص) زينب ورقية من امرأة اخرى قد ماتت. ومات أبو هند وقد بلغ ابنه مبالغ الرجال والابنتان طفلتان وكان في حدثان تزويج رسول الله (ص) بخديجة بنت خويلد ، وكانت هالة اخت خديجة فقيرة وكانت خديجة من الاغنياء الموصوفين بكثرة المال ، فاما هند ابن ابي هند فانه لحق بقومه وعشيرته بالبادية ، وبقيت الطفلتين عند امهما هالة اخت خديجة فضمت خديجة اختها هالة مع الطفلتين وكفلت جميعهم ، وكانت هالة اخت خديجة هي الرسول بين خديجة وبين رسول الله (ص) في حال التزويج فلما تزوج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بخديجة ماتت هالة بعد ذلك بمدة يسيرة وخلفت الطفلتين

زينب ورقية في حجر رسول الله صلى عليه واله وحجر خديجة فربياهما ، وكان من سنة العرب في الجاهلية من يربي يتيما ينسب ذلك اليتيم إليه ''۔

ترجمہ: ہمارے علماء نے جو صحیح روایت اہل بیت اطہار علیہم السلام کے توسط سے ہم تک پہنچائی وہ یہ ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کی ماں کی طرف سے ایک بہن تھی جس کا نام ھالہ تھا اس ھالہ کی شادی قبیلہ بنی مخزوم کے ایک شخص کے ساتھ ہوئی اور اس شخص سے ھالہ کی دو بیٹیاں پیدا ہوئیں پھر ھالہ کی دوسری شادی قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص کے ساتھ ہوئی اس تمیمی شخص سے ھالہ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ہند بن ابی ہالہ ہے اور اس شخص سے دو بیٹیاں بھی پیدا ہوئیں جن کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دی جاتی ہے جو زینب اور رقیہ کے نام سے معروف ہیں ان بچیوں کی ماں ھالہ اور ان کے والد ابو الھند ان کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے اور ان کا بیٹا سن بلوغت کو پہنچ چکا تھا مگر یہ بچیاں چھوٹی تھیں اور جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کی بہن ایک مسکین عورت تھیں جب کہ جناب خدیجہ علیہا السلام ایک مالدار اور ثروت مند عورت تھیں ان بچیوں کا بھائی ہند بن ابی ہالہ اپنے قبیلے کے پاس چلا گیا باقی دو بچیاں جن کی ماں ھالہ تھی انہیں جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام اپنے گھر لے آئیں اور ان کی کفالت اور ذمہ داری لے لی پھر جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوئی اور خدیجہ الکبریٰ کی بہن ھالہ نے ہی نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے مابین شادی کا معاملہ طے کروایا تھا تو اس شادی کے تھوڑے عرصے کے بعد ھالہ وفات پاگی اور زینب اور رقیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی گود میں پرورش پائی چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا جو شخص کسی یتیم بچے یا بچی کی پرورش کرتا وہ اس کی طرف منسوب ہو جاتا۔[1]

اعتراض

علی بن احمد کوفی اپنی زندگی کے آخری ایام میں غلاۃ کے عقائدِ و نظریات کی حمایت اور ترجمانی کرنے لگا تھالہذا اس کی یہ کتاب الاستغاثہ حجت نہیں رہی۔

جواب: صاحب کتاب ریاض العلماء آقای عبد اللہ آفندی لکھتے ہیں " وھذا السید قدالف فی زمان استقامة امره کتبا عدیدة علی طریقة الشیعة الامامیة منها کتاب الاستغاثه فی بدع الثلاثه ویقال له کتاب الاستغاثه "۔

ترجمہ: سید احمد کوفی نے زمان استقامت میں مذہب امامیہ کی نہج کے مطابق متعدد کتابیں لکھیں تھیں اور یہ کتاب استغاثہ بھی اس کے زمانہ استقامت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔[2]

---

[1] ۔ الاستغاثہ فی بدع الثلاثہ ص 112 مصنف علی بن احمد المعروف ابی القاسم الکوفی متوفی 352ھ، ادارہ نشرو اشاعت احقاق الحق سرگودھا پاکستان، طبع اول 1383ھ

[2] ۔ کتاب ریاض العلماء مخطوطہ، تالیف آقای عبد اللہ آفندی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 1130ھ

لہذا اس کتاب کی روایات پر اعتماد کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ کتاب اس نے اپنے زمانہ استقامت میں مذہب امامیہ کی نہج کے مطابق لکھی تھی۔

جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کنواری تھیں

شیعہ نقطہ نظر سے جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے باکرہ تھیں جیساکہ ابن شہر آشوب رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے ''وروى أحمد البلاذري، وأبو القاسم الكوفي في كتابيهما، والمرتضى في الشافي، وأبو جعفر في التلخيص: ان النبي صلى الله عليه وآله تزوج بها وكانت عذراء، يؤكد ذلك ما ذكر في كتابي الأنوار والبدع ان رقية وزينب كانتا ابنتي هالة أخت خديجة''۔

ترجمہ: احمد بلاذری اور ابو القاسم کوفی نے اپنی اپنی کتب میں اور سید مرتضی علم الہدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الشافی میں اور ابو جعفر طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تلخیص شافی میں نقل کیاہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کے ساتھ شادی کی تھی تو وہ کنواری تھیں اس بات کی تائید اس قول سے ہو رہی ہے جو کتاب انوار اور کتاب بدع میں مرقوم ہے کہ رقیہ اور زینب جناب ھالہ کی بیٹیاں تھیں۔[1]

[1] ۔ مناقب آل ابی طالب ج 1، ص 206 ذکر فی اقربائہ وخدامہ، تالیف زین الدین ابی جعفر بن محمد بن علی بن شہر آشوب السروی مازندرانی متوفی 588ھ، تحقیق یوسف البقاعی، مطبعہ سلیمان زادہ

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی تائید میں فرماتے ہیں ''وروى أحمد البلاذري وأبو القاسم الكوفي في كتابيهما والمرتضى في الشافي أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم تزوج بها وكانت عذراء ، ويؤكد ذلك ما ذكر في كتابي الأنوار والبدع أن رقية وزينب كانتا ابنتي هالة أخت خديجة ، انتهى''۔

ترجمہ: علامہ محمد باقر مجلسی اپنی کتاب اصول کافی کی شرح مراۃ العقول میں بنات نبی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں احمد بلاذری، ابو القاسم کوفی نے اپنی اپنی کتب میں اور سید مرتضی علم الہدی نے اپنی کتاب الشافی میں نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام سے شادی کی تھی تو وہ کنواری تھیں اس بات کی تائید اس قول سے ہو رہی ہے جو کتاب انوار اور کتاب بدع میں منقول ہے کہ جناب رقیہ رضی اللہ عنہا اور جناب زینب جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی بھانجیاں تھیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پروردہ بیٹیاں تھیں۔[1]

خلاصۃ الکلام: محققین علماء شیعہ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹی ایک ہی ہے جس کے استقبال کیلئے خود رسالت کھڑی ہو جایا کرتی تھی جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ ''عن عائشة ام المومنين قالت و كانت اذا دخلت على النبى قام اليها فقبلها و اجلسها فى مجلسه''۔

---

[1] ۔ مراۃ العقول فی شرح اخبار الرسول، ج 5 ص 376، کتاب الحجہ باب مولد النبی ص، علامہ محمد باقر مجلسی متوفیٰ 1111ھ، ناشر دار الکتب اسلامیہ ایران

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ رض سے مروی ہے اس نے بتایا کہ جب بھی جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام تشریف لاتیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے استقبال کیلئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور ان کا بوسہ لیتے اور انہیں اس مسند پر بیٹھاتے جس مسند پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرماہوا کرتے تھے۔[1]

جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کے علاوہ باقی تمام صاحزادیاں مثلا جناب زینبِ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی بھانجیاں تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پالک بیٹیاں تھیں اور ان کا ربیبہ ہونا قرآن وسنت اور کتب تاریخ سے ثابت ہے۔

مصحف فاطمہ علیہا السلام کا بیان

علامہ وحید الزمان خان فرماتے ہیں مصحف فاطمہ، حضرت فاطمہ علیہا السلام کے مصحف کو کہتے ہیں حضرت فاطمہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صرف 75 دن تک زندہ رہیں اور ان دنوں میں اپنے والد ماجد کی مفارقت کی وجہ سے سخت غمزدہ رہتی تھیں اس حالت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آیا کرتے ان کو تسلی دیتے ان کا دل خوش کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال اور آپ کا مقام ان سے بیان

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح ترمذی ۲ ص 319،ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورہ ترمذی متوفی 279ھ

کرتے اور ان کی اولاد کا حال جو ان کے بعد ہونے والا تھا وہ بھی بیان کرتے حضرت علی علیہ السلام ان باتوں کو لکھتے یہی مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے۔[1]

وضاحت

یہ امر تعجب خیز نہیں ہے کہ جناب سیدہ الکونین علیہا السلام سے جناب جبرئیل علیہ السلام کا کلام کرنا کیونکہ جناب مریم علیہا السلام اور جناب سارہ علیہا السلام اور جناب ام موسیٰ علیہا السلام (یوحاند) سے جناب جبرئیل علیہ السلام کا مخاطب ہونا اور ان سے گفتگو کرنا اور جیسا کہ ان برگزیدہ خواتین سے جناب جبرئیل علیہ السلام کے گفتگو کرنے کے واقعات قرآن مجید میں ملتے ہیں جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کی شان تو ان سب خواتین سے بلند و بالا ہیں کیونکہ آپ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں حدیث نبوی کے مطابق۔

شبہ اور اسکا ازالہ

بعض مفسد فی الارض ملاں عوام الناس کے ذہنوں میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شیعہ حضرات کے مختلف قسم کے قرآن ہیں مثلاً مصحف جعفر اور مصحف فاطمہ علیہا السلام وغیرہ وغیرہ حالانکہ عربی زبان کا طفل مکتب بھی اس

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب لغات الحدیث ص569 مادہ ص مع الحاء، کتاب اصول کافی ج 1-2 ص 291 باب مولد الزہراء فاطمہ سلام اللہ علیہا ثقۃ الاسلام الشیخ محمد بن یعقوب کلینی متوفیٰ329ھ

بات سے واقف ہے صحیفہ کے لغوی معنی قرطاس مکتوب کے ہیں یعنی وہ کاغذ جس پر کوئی تحریر ہو اور مصحف کے معنی ہیں کتاب کے چونکہ قرآن مجید کو مصحف اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب ہے۔

یاد رہے کہ صحیفہ و مصحف اور قرآن کے درمیان نسب اربعہ میں سے عام خاص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے قرآن مجید میں جناب ابراہیم علیہ السلام اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کتابوں کے لئے بھی لفظ صحف استعمال ہوا ہے جن میں حلال و حرام کے مسائل بیان کیے گئے تھے حالانکہ کوئی مکتب فکر بھی انہیں قرآن کہنے کے لیے تیار نہیں سب انھیں جناب ابراہیم علیہ السلام اور جناب موسی علیہ السلام کے صحائف ہی کہا کرتے ہیں جیسے ارشاد رب العزت ہے ﴿إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الأُولَى صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وموسى﴾

ہمارا شیعان حیدر کرار کا قرآن یہی ہے جو آج سے چودہ پندرہ سو سال پہلے قلب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا جو آج دو گتوں کے درمیان ہمارے پاس موجود ہے ہم اپنے دینی مدارس اور مساجد میں یہی قرآن مجید بچوں کو پڑھاتے ہیں اور اسی قرآن مجید کی اپنے گھروں میں تلاوت کرتے ہیں ہم اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کے قائل نہیں ہے جیسا کہ تیسری صدی کے ہمارے مشہور محدث جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ ایمان بالقرآن کے حوالے سے فرماتے ہیں ”قال الشيخ رضي الله

عنه: اعتقادنا أنّ القرآن الذي أنزله الله تعالى على نبيّه محمد صلّى الله عليه و آله و سلّم هو ما بين الدفّتين، و هو ما في أيدي الناس، ليس بأكثر من ذلك و من نسب إلينا أنّا نقول إنّه أكثر من ذلك فهو كاذب''۔

ترجمہ: شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ ایمان بالقرآن کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ قرآن کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ وہ قرآن ہے کہ جس کو اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا اور جو دو گتوں کے درمیان ہمارے پاس موجود ہے اور اس میں کسی شے کا اضافہ نہیں ہے اور جو ہماری طرف یہ نسبت دیتا ہے کہ شیعوں کا قرآن اس سے زیادہ ہے وہ جھوٹا ہے۔[1]

جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی رحلت کا بیان

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت اور پھر بعد از رحلت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونما ہونے والے حوادث اور واقعات کی وجہ سے جناب سیدۃ الکونین بی بی علیہا السلام بے حد دل شکستہ ہو گئیں آپ ہمیشہ روتی رہتی آپ کا دل اس جہان فانی سے تنگ آ چکا تھا

[1] ۔ کتاب الاعتقادات صدوق ص 84 [33] باب الاعتقاد في القرآن، تالیف علی بن حسین بن موسی بابویہ القمی متوفیٰ 329ھ

اہل سنت کی معتبر کتاب اظہارِ الحق ج 1-2 ص 355 الفصل الرابع فی دفع شبہات القسسین الواردۃ علی الاحادیث، تالیف رحمت اللہ بن خلیل الرحمن الہندی، منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیہ بیروت – لبنان، الطبعہ الثانیہ 2002ء

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کو کبھی کسی نے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا جناب امیر کائنات علی علیہ السلام فرماتے ہیں جس قمیص میں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا تھا اس قمیص کو اکثر اوقات جناب سیدہ علیہا السلام دیکھنے کی خواہش ظاہر کیا کرتی تھیں جب بھی اس قمیض کو دیکھتی ہے تو اس کی خوشبو سونگھتی اور پھر آپ پر غشی طاری ہو جایا کرتی تھی ایک دن کہ جناب سیدۃ علیہا السلام قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئیں اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مشت خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھی اور بہت روئیں اور یہ مرثیہ پڑھا!!

صبت علي مصائبٌ لو أنها صُبت على الأيام صرن لياليا

ماذا على من شم تربة أحمدٍ أن لا يشم مدى الزمان غواليا.

ترجمہ: اے باباجان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جو مصیبتیں مجھ پر ٹوٹیں آگر یہ مصیبتیں سفید دنوں پر ٹوٹتیں تو وہ سیاہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے، جس نے میرے باباجان کی قبر انور کی خاک اقدس کو سونگھ لیا آئندہ کیلئے اسے ایسی خوشبو کہیں سے سونگھنے کو نہیں ملی گی۔

کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی اپنے بابا کی رحلت کے بعد اس مادی دنیا میں 75 یا 95 دن تک زندہ رہیں اقوی قول کی بناپر

11 ہجری 3 جمادی الثانی بروز منگل مغرب اور عشاء کے درمیان جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی روح طاہرہ نے قفس عنصری سے پرواز کیا وصال کے وقت جناب سیدہ علیہا السلام کی عمر مبارک 18 سال تھی۔

جناب اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وصیت

مروی ہے کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے اپنی علالت کے دوران ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ جس کے اپنانے سے کوئی شخص میرے جسد کو نہ دیکھ سکے تو جناب اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا !اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے حبش ملک میں دیکھا وہاں لوگ چارپائی پر درختوں کی شاخیں باندھ کر اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے وہ چارپائی خیمہ کی شکل اختیار کر جاتی ہے جس سے عورت کا جسد چھپ جاتا ہے پھر جناب اسماء رضی اللہ عنہا کھجور کی کچھ شاخیں لائیں آپ علیہا السلام کو ایک ایسا خیمہ بنا کر دکھایا جسے جناب سیدۃ علیہا السلام نے انتہائی پسند فرمایا اور امر دیا اے اسماء رضی اللہ عنہا !جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو چارپائی پر اسی قسم کا خیمہ بنا کر میرے جسد کو مستور کر دینا تاکہ کوئی مجھے دیکھ نہ سکے۔[1]

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب الاستیعاب في معرفة الأصحاب، ج4 ص184ھ، ذکر فاطمہ الزھراء سلام اللہ علیہا ، تالیف ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463ھ) المحقق: علي محمد البجاوي، الناشر: دار الجيل، بيروت الطبعة الأولى، 1412ھ - 1992م

جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے غسل کا بیان

مروی ہے کہ جب جناب سیدۃ النساء العالمین علیہا السلام کا وقت رحلت قریب آپہنچا تو مولا علی علیہ السلام کو بلایا اور ان سے کہا میرے لیے غسل کا اہتمام کیجئے مولا علی علیہ السلام نے غسل کا اہتمام کیا جناب سیدۃ علیہا السلام نے غسل کیا نئے کپڑے پہنے حنوط کیا پھر مولا علی علیہ السلام کو وصیت کی یا علی علیہ السلام مجھے انہیں کپڑوں سمیت غسل دینا اور مجھے برہنہ نہ ہونے دینا۔[1]

جناب سیدۃ علیہا السلام ملک الموت کی انتظار میں

جب اس راضیہ مرضیہ بی بی علیہا السلام نے غسل مکمل کر لیا نئے کپڑے پہن لیے اور حنوط وغیرہ کر لیا تو جناب ام سلمی رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے امی جان میرے لیے زمین پر چٹائی بچھا دیجیے میرا وقت انتقال قریب آپہنچا جناب سیدہ علیہا السلام کے حکم کی تعمیل کی گئی اور جناب سیدۃ الکونین اپنا دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر رو بقبلہ لیٹ گیں جب اللہ تعالی نے ملک الموت کو جناب سیدہ علیہا السلام کی روح قبض کرنے کے لیے امر دیا تو وہ جناب سیدہ علیہا السلام کے احترام اور شدت حیاء کی وجہ سے

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیا، ج 2، ص 42 ، ذکر فاطمہ الزہراء س ، تالیف ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن مہران الاصفھانی، متوفی 430 ہجری، دار الکتاب العربی بیروت

عزرائیل علیہ السلام گردن جھکا کر خاموش کھڑا ہو گیا گویا اس عمل پر راضی نہ تھا اسماعیل خلوتی لکھتے ہیں ''كما روى ان فاطمة الزهراء رضى الله عنها لما نزل عليها ملك الموت لم ترض بقبضه فقبض الله روحها''۔

ترجمہ: جیسا کہ روایت میں وارد ہوا کہ جب ملک الموت کو جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ اس پر راضی نہ ہوا تو اللہ تعالی نے اپنے قبضہ قدرت سے جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی روح خود نکالی۔[1]

جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی رحلت کی خبر

جناب سیدہ علیہا السلام کی وصیت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مولا امیر کائنات نے ان ہستیوں کو جناب سیدہ الکونین علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع دی مثلاً عورتوں میں سے ام سلمہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب ام ایمن رضی اللہ عنہا اور جناب فضہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سے جناب حسنین کریمین علیہما السلام جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، جناب عمار یاسر رضی اللہ عنہ، جناب مقداد اسود رضی اللہ عنہ، جناب ابوذر رضی اللہ عنہ اور جناب حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔[2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تفسیر روح البیان ج 8 ص 114 پارہ 23 سورہ الزمر تفسیر آیت 42، المؤلف: إسماعيل حقي بن مصطفى الاستانبولي الحنفي الخلوتي, المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127ھ) الناشر: دار الفكر بيروت

[2] ۔ دلائل الامامۃ ص 44، خبر وفاتها علیها السلام، لابی جعفر محمد بن جریر رستم طبری

جب جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو ان کی وصیت کے مطابق انہیں انہیں کپڑوں میں غسل دیا گیا جو اس محدثہ بی بی علیہا السلام نے زیب تن کر رکھے تھے غسل دینے میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور جناب ام ایمن رضی اللہ عنہا مولا علی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہوئیں صائم چشتی فرماتے ہیں جس طرح آپ کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں کے سمیت غسل دیا گیا اسی طرح بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کپڑوں سمیت غسل دیا گیا یہ رعایت عام لوگوں کیلئے شریعت میں نہیں ترجمہ: بیان کیا گیا ہے جب فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ان کے جنازے کو ان کے شوہر نامدار علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے دونوں بیٹوں امام ہے بلکہ یہ رعایت اور امتیاز انہیں کے ساتھ خاص ہے۔[1]

مولف کہتا ہے! چونکہ موت کی وجہ سے ان ذوات قدسیہ کے اجساد طاہرہ سے وہ چیزیں نمایاں نہیں ہوا کرتیں جو عام لوگوں کے جسدوں سے موت کی وجہ سے ظاہر ہو جایا کرتی ہیں کیونکہ یہ ذوات قدسیہ آیت تطہیر کی وارث ہیں۔

جناب سیدہ علیہا السلام کے جسد اقدس کو غسل دینے کے بعد اسی کپڑے کے ساتھ خشک کیا گیا جس کپڑے کے ساتھ غسل دینے کے بعد ان کے بابا کے جسد اقدس

[1] کتاب البتول، ص 567، تالیف صائم چشتی متوفی 22 جنوری 2000 عیسوی، چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ

کو خشک کیا گیا تھا جب غسل مکمل ہو گیا تو امیر کائنات علی بن ابی طالب علیہا السلام نے اس طیبہ و طاہرہ بی بی علیہا السلام کو سات کپڑوں میں کفن دیا جنتی کافور سے حنوط کیا۔[1]

شرکاء جنازہ

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان خوش نصیب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء پیش کرنے کہ سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ میں شرکت کی وہ لوگ مندرجہ ذیل ہیں مثلاً حضرت سلمان محمدی رضی اللہ عنہ ، حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ ، حضرت زبیر ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم کے ایک گروہ نے اس ملکوتی جنازے میں شرکت کی۔[2]

---

[1] ۔ مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل باب تغسیل المیت ،ج2،ص199، تالیف مرزا حسین نوری طبرسی متوفیٰ1320ھ

[2] ۔ کتاب اعلام الوری باعلام الھدی ص186 ،ذکر السیدۃ فاطمہ الزھراء سلام اللہ علیہا، تالیف الشیخ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی، متوفی584ھ، تاریخ طباعت 1985م، محل طبع بیروت

جنازہ کو لحد تک پہچانے والی ہستیاں

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان خوش نصیب ہستیوں کے اسماء پیش کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اس عابدہ وزاہدہ بی بی علیہا السلام کے تابوت کو قبر تک پہنچایا''وحکی ان فاطمه الزهراء بنت صلی الله علیه وآله وسلم لما ماتحت حمل جنازتها اربعه نفر زوجها علی وابناهما الحسن والحسين وابو ذر غفاری رضی الله عنهم''۔

حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام اور جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جنازہ اٹھایا۔[1]

لحد کے سپرد کرنے والی عظیم ہستیاں

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان سعادت مند اور خوش نصیب ہستیوں کے اسماء پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے لختِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لحد کے سپرد کیا جب لحد تیار ہو گئی تو جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام، جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور جناب فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے یعنی ان تین مردوں نے اس مریم الکبریٰ بی بی علیہا السلام کو لحد کے سپرد کیا مولا امیر کائنات علیہ السلام نے قبر میں اتر کر بنت رسول کے جسد اقدس کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور آخری

---

[1] ۔ درۃ الناصحین ص154 ، مصنف عثمان بن حسن احمد شاکر

آرام گاہ میں منتقل کر دیا اور زمین سے مخاطب ہو کر فرمایا"یا ارض استودعك ودیعیتی هذه بنت رسول"۔

ترجمہ: اے زمین میں عظیم الشان امانت کو تیرے سپرد کر رہا ہوں یہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ہیں جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو لحد میں اتارا تو آپ علیہ السلام نے پڑھا "بسم الله الرحمن الرحيم بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله محمد بن عبد الله صلى الله عليه واله وسلم "ابن شہر آشوب اور دیگر علماء نے روایت نقل کی ہے کہ جب اس صدیقہ الکبریٰ بی بی علیہا السلام کو قبر میں اتارا جانے لگا تو دو ہاتھ ظاہر ہوئے جو رسول خدا ﷺ کے ہاتھوں کے مشابہ تھے انھوں نے تھام کر اس حوراء انسیہ بی بی علیہا السلام کو قبر میں سلا دیا۔[1]

قبر کے نشان مٹادیے

جب جناب امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو قبر میں سلا دیا اور تعویز قبر بند کر دیا تو اس کے بعد قبر کا نشان مٹا دیا۔[2]

---

[1] ۔ منتھی الامال، ج1، ص170، تالیف الشیخ عباس قمی متوفیٰ1359ھ

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب لغات الحدیث، علامہ وحید الزمان خان، دلائل الامامہ ص 45 رستم طبری

بعض روایات میں ذکر ہوا ہے کہ مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے چالیس قبریں تیار کروائیں اور پھر ان کے نشانات مٹا دیے کاش ہر دور کا مسلم اس راز کو جاننے کی کوشش کرتا کہ علی جیسے بہادر شخص کو کون سی مجبوری لاحق تھی جس کی بنا پر انھوں نے بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے نشان مٹا دیے امیر کائنات جیسا مظلوم امام بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں اے بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھے حالات اجازت دیتے تو میں آپ علیہا السلام کی قبر پر اعتکاف کیلئے خیمہ لگا کر بیٹھ جاتا فرزندان جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم نے اس مخدومہ کائنات بی بی علیہا السلام کیلئے لحد تیار کی۔

مدفن مبارک

جناب سیدہ علیہا السلام کے مدفن مبارک کے بارے میں تین مشہور قول ہیں!!!

پہلا قول: ریاض الجنہ

دوسرا قول: بیت شرف

تیسرا قول: جنت البقیع

جمہور علماء کے نزدیک جناب سیدہ علیہا السلام کا مدفن مبارک جنت البقیع ہے۔

فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ کا بیان

یہ مسئلہ زمانہ قدیم سے ہی شیعہ اور اہلسنت کے درمیان معرکہ بنا چلا آرہا کہ بنت رسول جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی ہمارا اہل تشیع خیر البریہ کا دعویٰ ہے کہ سیدۃ نساء العالمین جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ ان کے شوہر نامدار علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے پڑھائی کیونکہ معصوم کی نماز جنازہ معصوم پڑھاتا ہے اور ہمارا یہ دعویٰ دلیل قطعی پر مبنی ہے۔

جبکہ اس کے برعکس اہل سنت حضرات کا دعویٰ ہے کہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر نے پڑھائی کیونکہ اس زمانہ میں یہ رواج تھا جب کوئی شخص داعی اجل کو لبیک کہہ دیتا تو اس کی نماز جنازہ وہاں کا حاکم یا گورنر پڑھایا کرتا چونکہ اس وقت مدینہ منورہ کے والی اور خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر تھے اس لیے وہاں کے رسم و رواج کی رعایت کرتے ہوئے مولا علی علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کو جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام کا جنازہ پڑھانے کیلیے انھیں مصلی امامت پر کھڑا کیا اور خود ان کی اقتداء میں جناب بتول علیہا السلام کی نماز جنازہ ادا فرمائی اس دعویٰ میں سچائی ثابت کرنے کیلئے اہل سنت حضرات کچھ ایسی روایات کا سہارا لیتے ہیں جن کو محدثین اور علماء رجال اہل سنت نے ضعیف قرار دیا ہے جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

کتب شیعہ اور جنازہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں بعض شیعہ کتب سے کچھ ایسی روایات اور احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جن میں بالصراحت مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی صلبی بیٹی سیدۃ الکونین ام الحسین والحسین علیہما السلام جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ ان کے شوہر نامدار علی بن ابی طالب علیہ السلام نے پڑھائی اور انہیں رات کے وقت دفن کیا اور جناب سیدۃ علیہا السلام کی وصیت کے مطابق شیخین کو بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دی۔

بحار الانوار کی عبارت

"ومنه عن جعفر بن محمد، عن آبائه عليهم السلام قالت: أوصت فاطمة عليها السلام أن لا يصلي عليها أبو بكر ولا عمر"۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کے توسط نقل کرتے ہیں جنابِ فاطمہ الزھراء علیہا السلام نے وصیت کی کہ حضرت ابو بکر و عمر میری نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ [1]

کشف الغمہ کی عبارت

[1] ۔ بحار الانوار ج78 ص، تالیف علامہ محمد باقر مجلسی رح متوفیٰ 1111ھ

''عن علی انه صلی علی فاطمة وکبر علیها خمسا ودفنها لیلا''

ترجمہ: مولا علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں اور انہیں رات کے وقت دفن کیا۔[1]

امالی شیخ صدوق کی عبارت

''حدثنا الحسين بن إبراهيم بن أحمد بن هشام المؤدب (رضي الله عنه)، قال: حدثنا حمزة بن القاسم العلوي العباسي، قال: حدثنا جعفر بن محمد بن مالك الفزاري الكوفي، قال: حدثنا محمد بن الحسين بن يزيد الزيات الكوفي، قال: حدثنا سليمان بن حفص المروزي، قال: حدثنا سعد بن طريف، عن الاصبغ بن نباتة، قال: سئل أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليه السلام) عن علة دفنه لفاطمة بنت رسول لله (صلى الله عليه وآله) ليلا. فقال (عليه السلام): إنها كانت ساخطة على قوم كرهت حضورهم جنازتها''۔

ترجمہ: اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جب لوگوں نے امیر کائنات علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو رات کے وقت دفن کرنے کی وجہ پوچھی تو امام علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں سے ناراض تھیں اور نہیں چاہتی تھیں کہ وہ لوگ ان کے جنازہ میں شریک ہوں۔[1]

---

[1] ۔ کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ، ج 2، ص 259، ذکر فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا، تالیف ابو الحسن علی بن عیسیٰ بن ابو الفتح اربلی متوفیٰ 692ھ

تلخیص الشافی کی عبارت

''وروی عیسی بن مهران :قال: حدثنا محول بن ابراهیم ؛قل اخبرنا عمرو بن ثابت عن ابي اسحاق عن سعید بن جبیر عن ابنِ عباس قال اوصت فاطمة علیها السلام:ان لا یعلم اذا ماتت ابوبکر وعمر ؛ولا یصلیا علیها قال 'فدفنها علی لیلا ولا یعلمهما بذلك''۔

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے وصیت کی تھی میری رحلت کی خبر ابو بکر اور عمر کو نہ دی جائے اور وہ میرا جنازہ نہ پڑھیں چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے انہیں رات کے وقت دفن کیا اور ان دونوں کو اطلاع نہ دی۔[2]

روضۃ الواعظین کی عبارت

جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے اپنے شوہر نامدار علی بن ابی طالب علیہما السلام کو جو وصیتیں کیں تھیں ان میں ایک وصیت یہ تھی ''ثم قالت اوصیك ان لا یشهد احد

---

[1] ۔ امالی شیخ صدوق ج 1_2 ،ص523،المجلس الرابع والتسعون ذکر دفن فاطمہ الزہراء س، تالیف ،ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بابویہ القمی متوفیٰ 381ھ ،قدم لہ الشیخ حسین الاعلمی، منشورات الاعلمی بیروت لبنان، الطبعہ الخامسہ 1980م

[2] ۔ تلخیص الشافی ج 3 _4 ،ص132، تالیف شیخ الطائفہ ابی جعفر طوسی متوفی460ھ ،قدم لہ وعلق علیہ السید حسین بحر العلوم

جنازتی من ھولاء الذین ظلمونی واخذوا حقی ولاتترک ان یصلی علی احد منھم''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے امیر کائنات علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا یا علی علیہ السلام وہ لوگ میرے جنازے میں شریک نہ ہوں جنھوں نے مجھ پر ظلم ڈھائے اور مجھے میرے بابا کے حق وراثت سے محروم کیا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی میرا جنازہ نہ پڑھنے دینا۔[1]

اعلام الوری کی عبارت

جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے مولا متقیان علی بن ابی طالب علیہما السلام کو وصیت فرمائی ''ثم قالت اوصیک ان لا یشھد احد جنازتی من ھولاء الذین ظلمونی واخذوا حقی ولاتترک ان یصلی علی احد منھم وادفنی فی الیل اذا ھدات العیون ونامت الابصار''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے امیر کائنات علیہ السلام کو مخاطب ہوتے ہوئے یہ وصیت کی یا علی علیہ السلام وہ لوگ میرے جنازے میں شریک نہ ہوں جنہوں نے مجھ پر ظلم ڈھائے اور مجھے میرے بابا کے حق وراثت سے محروم کیا ہے اور ان میں سے

[1] ۔ روضۃ الواعظین ج 1_2 ، ص 182 ، مجلس 160 ، ذکر فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا، تالیف الشیخ العلامہ زین المحدثین ابی جعفر محمد بن الفتال النیشاپوری متوفی 508ھ

کسی ایک کو بھی میرا جنازہ نہ پڑھنے دینا یا علی علیہ السلام مجھے اس وقت دفن کرنا جب ہر طرف سناٹا چھا جائے اور لوگ گہری نیند سو جائیں۔[1]

میرے محترم قارئین کرام جیسا کہ آپ نے شیعہ کتب کی ان روایات اور احادیث کو ملاحظہ فرمالیاہے جن میں مذکور ہے کہ جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ مولا علی علیہ السلام نے پڑھائی اور جنازے میں پانچ تکبیریں کہیں اور جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام کی وصیت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے انہیں رات کے وقت دفن کیا اور شیخین کو جناب سیدہ پاک علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع تک نہ دی نیز ان روایات میں شیخین کو جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی رحلت کی خبر نہ دینے کی وجہ اور سبب بھی بیان ہوا ہے۔

کتب اہل سنت اور جنازہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں اہل سنت حضرات کی معتبر کتب سے کچھ ایسی روایات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جن میں بالصراحت مذکور ہے کہ جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ ان کے شوہر نامدار مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے پڑھائی نہ کہ حضرت ابو بکر نے مثلا!!

[1]۔ اعلام الوری باعلام الھدی، ص186 ، ذکر السیدۃ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا، تالیف الشیخ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی متوفیٰ 584ھ، تاریخ طباعت 1985م، محل طبع بیروت

صحیح بخاری کی عبارت

''حدثنا : يحيى بن بكير ، حدثنا : الليث ، عن عقيل ، عن ابن شهاب ، عن عروة ،عن عائشة :أن فاطمة (ع) بنت النبي (ص) أرسلت إلى أبي بكر تسأله ميراثها من رسول الله (ص) مما أفاء الله عليه بالمدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر ، فقال أبوبكر :أن رسول الله (ص) ، قال : لا نورث ما تركنا صدقة، فابي ابوبكر: أن يدفع إلى فاطمة منها شيئا فوجدت فاطمة على أبي بكر في ذلك فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت ، وعاشت بعد النبي (ص) ستة أشهر ، فلما توفيت دفنها زوجها علي ليلا ولم يؤذن بها أبا بكر وصلى عليها''۔

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ رض سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر سے اپنے بابا کی طرف سے ملنے والی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانگا جو مال فئے ،فدک اور خیبر کے خمس پر مشتمل تھی تو ابو بکر نے جواب میں (ایک جعلی حدیث کا سہارا لیتے ہوئے) کہا رسول اللہ نے فرمایا تھا گروہ انبیاء علیہم السلام جو چیز چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے وہ کسی کو وراثت میں نہیں ملتی پس ابو بکر نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو کچھ نہ دیا جس کی وجہ سے جناب سیدۃ علیہا السلام ابو بکر سے ناراض ہو گئیں اور اس سے تا حیات بات چیت کرنا چھوڑ دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں جب جناب سیدہ علیہا السلام نے رحلت فرمائی تو ان کے شوہر علی ابن ابی

طالب علیہ السلام نے انہیں رات کے وقت دفن کیا اور ابو بکر کو جناب فاطمہ الزہراء سلام علیہا کی رحلت کی اطلاع نہ دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [1]

بدر الدین عینی کلمہ صلی علیھا کی تفسیر میں لکھتا ہے ''وصلى عليها أي: صلى علي، رضي الله تعالى عنه، على فاطمة''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ الزہراء علیہا کی نماز جنازہ علی علیہ السلام نے پڑھائی۔ [2]

کتاب صحیح مسلم کی عبارت

''حدثني محمد بن رافع أخبرنا حجين حدثنا ليث عن عقيل عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عائشة انها أخبرته ان فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم أرسلت إلى أبي بكر الصديق تسأله ميراثها من رسول الله صلى الله عليه وسلم مما أفاء الله عليه بالمدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر فقال أبو بكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نورث ما تركنا فهو صدقة۔ فأبى أبو بكر ان يدفع إلى فاطمة شيئا فوجدت فاطمة على ابن بكر في ذلك قال فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد رسول الله صلى الله عليه

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح بخاری، ج5، ص82، حدیث 3998، کتاب المغازی، باب غزوۃ تصنیف ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی متوفیٰ 256ھ

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج17، ص259، تاليف العيني الغيتابي الحنفي، بدر الدين ابو محمد محمود بن أحمد المتوفى 855ھ، ناشر: دار إحياء التراث العربي–بيروت

وسلم ستة اشهر فلما توفيت دفنها زوجها علي بن أبي طالب ليلا ولم يؤذن بها أبا بكر وصلى عليها''۔

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ رض سے مروی کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر سے اپنے بابا کی طرف سے ملنے والی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانگا جو مال فئے ،فدک اور خیبر کے خمس پر مشتمل تھی تو ابو بکر نے جواب میں (ایک جعلی حدیث کا سہارا لیتے ہوئے) کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا گروہ انبیاء علیہم السلام جو چیز چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے وہ کسی کو میراث میں نہیں ملتی پس ابو بکر نے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کو کچھ نہ دیا جس کی وجہ سے جناب سیدہ علیہا السلام ابو بکر سے ناراض ہو گیں اور اس سے تا حیات بات چیت کرنا چھوڑ دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں جب جناب سیدہ علیہا السلام نے رحلت فرمائی تو ان کے شوہر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انہیں رات کے وقت دفن کیا اور ابو بکر کو جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع نہ دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

میرے محترم قارئین کرام جیسا کہ آپ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث کو ملاحظہ فرمالیا ہے کہ جن میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ ابو بکر کی

---

[1] ۔ اہل سنّت حضرات کی معتبر کتاب صحیح مسلم،ج 1،ص788 ،کتاب الجھاد والسیر ،باب قول النبی ص لانورث ماترکنا فھو صدقة حدیث 1759 ،الامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری ایرانی متوفیٰ 261ھ،دار احیاء التراث العربی

طرف سے مال فئے، خیبر کا خمس اور میراث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ملنے کی وجہ سے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام ابو بکر سے ناراض ہو گیں جس کی وجہ سے بی بی پاک علیہا السلام نے اس سے ترک کلام کر دیا یہاں تک اپنے بابا کی رحلت کے چھ ماہ بعد اس دار فانی سے دار بقا کی انتقال فرما گئیں اور مولا علی علیہ السلام نے ابو بکر کو خاتون قیامت جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع تک نہ دی اور خود جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات کی تاریکی میں انھیں لحد کے سپرد کیا۔

نوٹ! اہل سنت کے مسلمات میں سے ہے کہ قرآن مجید کے بعد بخاری اور مسلم شریف اصح ترین کتب میں سے ہیں محدث شاہ ولی اللہ دہلوی کتاب بخاری اور مسلم شریف کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ''اما الصیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیھما من المتصل المرفوع صیحیح بالقطع وانھما متواتران الی مصنفیھما وانہ کل من یھون امرھما فھو مبتدع غیر سبیل المومنین''۔

ترجمہ: محدثین اس بات پر متفق ہیں کتاب بخاری اور مسلم شریف کی تمام احادیث متصل مرفوع صحیح بالقطع ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک باتواتر پہنچتی ہیں جو ان کتابوں کی احادیث کی صحت کا انکار کرتا ہے وہ بدعتی گمراہ اور اہل

سنّت مذہب سے خارج ہو جاتا ہے۔[1]

اکابرین اہل سنت: کتاب بخاری اور کتاب مسلم شریف کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے اوراس کے بعد دوسری کتاب صحیح مسلم ہے جن کے اندر وارد احادیث کی صحت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے اطمینان قلب کی خاطر اس نیچے دیئے گئے لنک کے ذریعہ سرچ کر سکتے ہیں۔

https://www.google.com/url?sa=t&source=web&rct=j&url=https://islamhouse.com/ur/books/90713/&ved=2ahUKEwiUucSEwNT4AhVDif0HHei-CuUQFnoECAkQAQ&usg=AOvVaw0N7_6eXyrvsbG5TkMHEad7

لہذا مذہب اہل سنت کی حدود اور احاطہ میں رہنے کیلئے لازم ہے کہ یہ نظریہ اور عقیدہ رکھا جائے کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ مولا علی شیر

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب حجۃ اللہ البالغۃ، ج 1، ص 282 ، باب طبقات کتب الحدیث، للامام الکبیر الشیخ احمد المعروف بشاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1762 عیسوی، حققہ وراجعہ السید سابق، ملتزم الطبع والنشر دار الکتب الحدیثۃ بالقاھرہ، المطبعۃ الاستقلال الکبریٰ مصر

خدا علیہ السلام نے ہی پڑھائی ورنہ مذہب اہل سنت کی حدود اور چار دیواری سے نکلنا پڑے گا"فاعتبرو یا الاولی الابصار"۔

کتاب المصنف کی عبارت

"وعن عبد الرزاق صنعانی يقول: عن بن جريج وعمرو بن دينار أن حسن بن محمد أخبره أن فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم دفنت بالليل قال فر بها علي من أبي بكر أن يصلي عليها كان بينهما شيء"۔

ترجمہ: حسن بن محمد سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت دفن کیا گیا تاکہ حضرت ابو بکر ان پر نماز جنازہ نہ پڑھ سکے کیونکہ ان دونوں کے درمیان ناراضگی تھی۔[1]

اس حدیث میں خلیفہ المسلمین کے جناب سیدۃ علیہا السلام کی نماز جنازہ میں عدم شمولیت اور عدم شرکتِ کی وجہ اور سبب بھی بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام خلیفہ المسلمین پر ناراض تھیں جس کی وجہ سے خلیفہ المسلمین کو ان کی رحلت کی اطلاع بھی نہ دی گئی یہ روایت صحیح سند ہے۔

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،المصنف،ج 3 ،ص 390 ،حدیث 6658 ،کتاب الجنائز باب الدفن بالیل، تالیف، أبو بکر عبد الرزاق بن یمان صنعانی(متوفي 211ھ-)، الناشر دار التاصیل

اب ہم اس روایت کے سلسلہ سند کی طرف نظر کرتے ہیں اور ہر ایک راوی کو علم رجال کی رو سے دیکھتے ہیں!!!

اس روایت کا پہلا روای عبد الرزاق صنعانی

عبد الرزاق بن ہمام بہت نامور محدث اور مفسر تھے اور بہت سے ائمہ حدیث کے استاد ہیں، یہ شخص اتباع تابعین کے زمرہ میں داخل ہے جن علماء نے درس وافادہ کی محافل اور مجالس برپا کرنے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے ان میں عبد الرزاق ابن ہمام کا اسم گرامی بہت ممتاز ہے، حدیث میں ان کی شہرۂ آفاق کتاب مصنف، نہایت بلند واعلیٰ مقام کی حامل ہے، قدامت واہلیت کے لحاظ سے اس کا پایہ "مصنف" ابن ابی شیبہ سے بھی بلند وبالا ہے مقدمہ کتاب عبد الرزاق اردو ترجمہ۔

ذھبی کا قول

شمس الدین ذھبی نے عبد الرزاق کا تعارف کرانے کے بعد کہا ہے کہ علماء رجال نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے "عبد الرزاق بن همام بن نافع الحافظ الكبير أبو بكر الحميري مولاهم الصنعاني صاحب التصانيف روى عن عبيد الله بن عمر قليلا وعن بن جريج قلت وثقه غير واحد وحديثه مخرج في الصحاح

وله ما ينفرد به ونقموا عليه التشيع وماكان يغلو فيه بل كان يحب عليا رضي الله عنه ويبغض من قاتله''۔

ترجمہ: عبد الرزاق بن ھمام بن نافع الحافظ الکبیر ابو بکر جو منسوب ہے قبیلہ حمیر کی طرف نسبت ولاہ کے اعتبار سے یہ صنعان میں پیدا ہوئے ہیں اور اس نے عبد اللہ بن عمر اور ابن جریح سے روایات نقل کی ہیں اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں اور بہت سے لوگوں نے انہیں ثقہ کہا ہے اس کی احادیث کتب صحاح میں منقول ہیں اور اس اعتبار سے انہیں انفرادی حیثیت حاصل ہے اور اس پر شیعت کی تہمت لگائی گئی لیکن یہ غلو نہیں کیا کرتا تھا بلکہ یہ علی علیہ السلام سے محبت اور علی علیہ السلام کے قاتلوں سے بغض رکھا کرتا تھا۔[1]

علامہ المزی کا قول

علامہ المزی اس کی وثاقت کے ضمن میں مختلف علماء رجال کے اقوال قلمبند کرتے ہوئے کہتا ہے مثلاً'' وَقَال أبو زُرْعَة الدمشقي ، عَن أَبي الحسن بن سميع ، عن أحمد بن صالح المِصْرِي : قلت لأحمد بن حنبل : رأيت أحدا أحسن حديثًا من عبد الرزاق ؟ قال : لا . قال أبو زُرْعَة : عبد الرزاق أحد من ثبت حديث''.

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تذکرۃ الحفاظ، ج 1، ص364، تالیف الذھبي الشافعي، شمس الدين ابوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان المتوفی 748ھ، ناشر: دار الکتب العلمیۃ–بیروت، الطبعۃ: الأولی

ترجمہ: ابو زرعہ دمشقی نے ابی الحسن بن سمیع سے اس نے احمد بن صالح مصری سے نقل کیا ہے اس نے کہا میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے عبد الرزاق سے بہتر کوئی اور حدیث بیان کرنے والا دیکھا ہے اس نے کہا نہیں ابو زرعہ نے کہا عبد الرزاق ان لوگوں میں سے ایک جن کی احادیث پایہ ثبوت تک پہنچی ہوئی ہیں۔[1]

ذھبی اپنی دوسری کتاب میں عبد الرزاق کی مدحت کرتے ہوئے کہتا ہے ''عبد الرزاق بن همام بن نافع الحافظ أبو بكر الصنعاني أحد الأعلام''۔

ترجمہ: عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحافظ ابو بکر الصنعانی اعلام میں نمایاں شخصیت کے مالک ہیں۔[2]

ابن حجر العسقلاني کا قول

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تهذيب الكمال، ج 18، ص56 – 60، ، تاليف. المزي، ابو الحجاج يوسف بن الزكي عبد الرحمن

المتوفى742ھ، تحقيق: د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400ھ، 1980م.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب في معرفة من له رواية في الكتب الستة، ج 1، ص 651، تاليف الذهبي الشافعي، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفى 748ھ-) تحقيق: محمد عوامة، ناشر: دار القبلة للثقافة الإسلامية، مؤسسة علو جدة، الطبعة: الأولى، 1413ھ- - 1992م.

ابن حجر عسقلانی اس کا تعارف کرانے کے بعد اس کی وثاقت کے متعلق کہتا ہے ''عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري مولاهم أبو بكر الصنعاني ثقة حافظ مصنف شهير''۔

ترجمہ عبدالرزاق بن ھمام بن نافع یعنی ابو بکر صنعانی جو منسوب ہے قبیلہ حمیر کی طرف نسبت ولاہ کی وجہ سے یہ شخص ثقہ حافظ اور مشہور مصنفین میں سے ہے۔[1]

ابن حبان نے اسے کتاب ثقات میں ذکر کیا ہے یہ چیز اس کے ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔[2]

ابن عساکر الدمشقي کا قول

ابن عساکر اس کی وثاقت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ''عبد الرزاق بن همام بن نافع أبو بكر الحميري مولاهم الصنعاني أحد الثقات المشهورين''۔

عبدالرزاق بن ھمام بن نافع ابو بکر صنعانی جو منسوب ہے قبیلہ حمیر کی طرف

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تقریب التهذيب، ج1، ص354، تاليف العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابوالفضل المتوفى852ھ، تحقيق: محمد عوامة، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الأولى، 1406 - 1986.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الثقات، ج8، ص354 تاليف التميمي البستي، محمد بن حبان بن أحمد ابوحاتم (المتوفى354412، تحقيق: السيد شرف الدين أحمد، ناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، 1395ه - 1975م

نسبت ولاہ کی وجہ سے اس شخص کا شمار مشہور ثقات میں سے ہے۔[1]

اس روایت کے دوسرے راوی ابن جریج اس کا مکمل نام عبد الملک بن عبد العزیز ہے اور علمارجال اہل سنت نے اسے موثق قرار دیا ہے۔

ذھبی کا قول

شمس الدین ذھبی نے ان الفاظ میں اس کی مداح سرائی کی ہے "ابن جريج عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج الإمام العلامة الحافظ"۔[2]

ابن حجر عسقلانی کا قول

ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب میں اسے علماء اموی میں سے قرار دیتے ہوئے اس کے تعارف میں کہتا ہے "عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج الأموي"۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب مدينة دمشق وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل، ج 36، ص 160، تاليف ابن عساكر الدمشقي الشافعي، أبي القاسم علي بن الحسن إبن هبة الله بن عبد الله، المتوفی 571ھ، تحقيق: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري، ناشر دار الفكر - بيروت - 1995 عیسوی

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب سير أعلام النبلاء، ج6، ص325، تاليف الذهبي الشافعي، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفی 748ھ، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: التاسعة، 1413ه.

یہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج اموی ہے" وقال بن أبي مريم عن بن معين ثقة في كل ما روى عنه من الكتاب وقال جعفر بن عبد الواحد عن يحيى بن سعيد كان بن جريج صدوقا... وقال سليمان بن النضر بن مخلد بن يزيد ما رأيت أصدق لهجة من بن جريج ... وذكره بن حبان في الثقات وقال بن خراش كان صدوقا وقال العجلي مكي ثقة"۔

ترجمہ: ابن مریم نے یحیٰی بن معین سے نقل کرتے ہوئے کہا یہ شخص ہر اس روایت میں ثقہ ہے جو کتاب میں اس سے نقل کی گئی ہے۔

جعفر بن عبدالواحد نے یحیٰی بن سعید سے نقل کیا ہے کہ ابن جریج صدوق ہے سلیمان بن النضر بن مخلد بن یزید نے کہا ہے کہ میں نے ابن جریج سے بڑھ کر کوئی راست گو نہیں دیکھا ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے ابن خراش نے کہا یہ صدوق ہے عجلی مکی نے کہا ہے یہ ثقہ ہے۔[1]

اس روایت کے تیسرے راوی عمرو بن دینار الجمہی

ذھبی کا قول

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تهذيب التهذيب، ج6، ص357، تاليف العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابو الفضل (المتوفى 852ھ، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الاولى، 1404 - 1984م

شمس الدین ذھبی اس روای کی مدحت ان الفاظ میں کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے ''عمرو بن دينار: الإمام الكبير الحافظ أبو محمد الجمهي ... أحد الأعلام وشيخ الحرم في زمانه''۔

ترجمہ: عمر بن دینار امام الکبیر الحافظ ابو محمد جمہی ان کا شمار اعلام میں ہوتا ہے اور یہ اپنے زمانہ میں مکہ مکرمہ کے بہت بڑے فقیہ تھے۔[1]

اسی طرح ذھبی نے اپنی دوسری کتاب تذکرۃ الحفاظ میں اس راوی کی صداقت اور اور وثاقت کے متعلق مختلف علماء رجال کے اقوال قلمبند کرتے ہوئے کہتا ہے ''قال شعبة ما رأيت أحدا اثبت في الحديث من عمرو ... وقال بن مهدي قال لي شعبة لم أر مثل عمرو بن دينار ... قال عبد الله بن أبي نجيح ما رأيت أحدا قط أفقه من عمرو لا عطاء ولا مجاهدا ولا طاوسا وذكره بن عيينة فقال ثقة ثقة ثقة ... وروى نعيم بن حماد عن بن عيينة قال ما كان عندنا أحد أفقه ولا أعلم ولا أحفظ من عمرو بن دينار''۔

ترجمہ: شعبہ نے کہا میں نے عمرو بن دینار سے بڑھ کر کسی کو حدیث میں پختہ نہیں دیکھا ابن مہدی نے کہا مجھے شعبہ نے بتایا میں نے عمرو بن دینار جیسا کسی کو نہیں

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب سیر أعلام النبلاء، ج5، ص300، تالیف الذهبي الشافعي، شمس الدين ابوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفی 748ھ، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة: التاسعة، 1413ه۔

پایاعبد اللہ بن ابی نجیح نے کہا ہے میں نے عمرو بن دینار سے بڑھ کر کسی کو فقہ میں ماہر نہیں دیکھا فقہ میں عطا، مجاہد اور طاؤوس بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ابن عینیہ نے اسے ثقہ، ثقہ، ثقہ کہا ہے نعیم بن حماد نے ابن عینیہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا ہمارے پاس عمرو بن دینار سے بڑھ نہ کوئی افقہ ہے نہ کوئی اعلم ہے اور نہ کوئی حافظ ہے۔[1]

خزرجی انصاری کا قول

علامہ خزرجی اس راوی کی وثاقت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ''عمرو بن دینار الجمحي مولاهم أبو محمد المكي الأثرم أحد الأعلام ... قال مسعر كان ثقة ثقة ثقة ''۔

عمرو بن دینار ابو محمد مکی اثرم جو جمہی قبیلہ کی طرف منسوب ہے نسبت ولاہ کی وجہ سے یہ شخص اعلام میں سے ایک ہے اور مسعر نے اس راوی کے متعلق تین بار لفظ ثقہ، ثقہ، ثقہ بولا ہے۔[2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تذكرة الحفاظ، ج1، ص113، تالیف الذهبي الشافعي، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفى 748ھ) ناشر: دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة: الأولى

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ج1، ص288، تالیف الخزرجي الأنصاري اليمني، الحافظ الفقيه صفي الدين أحمد بن عبد الله (المتوفى 329ھ، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة دار النشر: مكتب المطبوعات الإسلامية / دار البشائر- حلب / بيروت، الطبعة: الخامسة 1416ھ

اس روایت کے چوتھے راوی حسن بن محمد بن علي بن ابي طالب۔

ابن حجر عسقلانی کا قول

ابنِ حجر عسقلانی نے کہا حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے کتب اہل سنت میں روایات نقل ہیں اور علماء رجال اہل سنت نے اسے ثقہ کہا ہے ابن حجر عسقلانی نے اس راوی کے تعارف اور توثیق میں یوں کہا ہے ''الحسن بن محمد بن علي بن أبي طالب الهاشمي أبو محمد المدني وأبوه يعرف بابن الحنفية ... وعنه عمرو بن دينار وعاصم بن عمر بن قتادة وقال بن سعد كان من ظرفاء بني هاشم وأهل الفضل منهم ... وقال بن أسلم عن أبيه عن حسن بن محمد قال وكان من أوثق الناس عند الناس''۔

ترجمہ: حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب علیہا السلام ھاشمی ہیں ان کی کنیت ابو محمد مدنی ہے اور ان کے باپ محمد بن حنفیہ کے نام سے معروف ہیں اس سے عمرو بن دینار اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے روایات نقل کی ہیں سعد نے کہا یہ بنی ھاشم اور اہل فضل میں سے نمایاں حیثیت کے مالک ہیں حسن بن محمد نے کہا یہ لوگوں میں سب سے زیادہ باوثوق ہیں۔[1]

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تھذیب التھذیب، ج2، ص276، تالیف العسقلانی الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابو الفضل (المتوفی 852ھ-) ناشر: دار الفکر-بیروت، الطبعة: الأولی، 1404، 1984 م

العجلي الكوفي كا قول

عجلی کوفی اس راوی کے تعارف اور مدح میں کہتا ہے ''الحسن بن محمد بن على بن أبي طالب مدني ثقة تابعي ... وهو بن الحنفية ''۔

ترجمہ: حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب علیہا السلام مدنی ثقہ اور تابعی ہیں جو ابن حنفیہ کے نام سے معروف ہیں۔[1]

امام النووی کا قول

امام شرف النووی اس راوی کی وثاقت شفاف الفاظ میں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ''الحسن بن محمد بن الحنفية ...واتفقوا على توثيقه''حسن بن محمد بن حنفیہ کی وثاقت پر علماء رجال کا اتفاق ہے۔[2]

خلاصۃ الکلام

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم، ج 1، ص300، تاليف العجلي، أبي الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح (المتوفى 261هـ- تحقيق: عبد العليم عبد العظيم البستوي، ناشر: مكتبة الدار - المدينة المنورة - السعودية، الطبعة: الأولى، 1405 – 1985م.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تهذيب الأسماء واللغات، ج 1، ص 164 ، تاليف النووي الشافعي، محيي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف بن مر بن جمعة بن حزام (المتوفى 676هـ تحقيق: مكتب البحوث والدراسات، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الأولى، 1996م

یہ روایت صحیح السند ہے کیونکہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ اور بڑی عظمت و جلالت کے مالک ہیں لہذا صحیح السند روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور نہ ہی پڑھائی کیونکہ سید نسا العالمین علیہا السلام خلیفۃ المسلمین پر ناراض تھیں۔

'' عبد الرزاق عن بن عيينة عن عمرو بن دينار عن حسن بن محمد مثله الا أنه قال اوصته بذلك''۔

ترجمہ: عبد الرزاق نے ابن عینیہ سے اس نے عمرو بن دینار سے اس نے حسن بن محمد سے اس جیسی دوسری روایت نقل کی ہے جس میں اس نے کہا یہ سب کچھ جناب سیدہ علیہا السلام کی وصیت کے مطابق ہوا۔[1].

سنن الکبریٰ بیھقی کی عبارت

6688''عن بن شهاب الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها أن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم عاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة أشهر فلما توفيت دفنها علي بن أبي طالب رضي الله عنهما ليلا ولم يؤذن بها أبا بكر رضي الله عنه وصلى عليها علي رضي الله عنه''۔

[1] ۔ مصنف عبد الرزاق ج3، ص521

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ رض سے مروی ہے فاطمہ بنت محمد رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں جب بی بی پاک علیہاالسلام نے رحلت فرمائی تو علی ابنِ ابی طالب علیہالسلام نے انہیں رات کے وقت دفن کیا اور حضرت ابو بکر کو جناب سیدہ علیہاالسلام کی رحلت کی اطلاع نہ دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

طبقات ابن سعد کی عبارت

''اخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مَتَى دَفَنْتُمْ فَاطِمَةَ؟ فَقَالَ: دَفَنَّاهَا بِلَيْلٍ بَعْدَ هَدْأَةٍ، قَالَ: قُلْتُ: فَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ؟ قَالَ: عَلِيٌّ''۔

ترجمہ: امام علی ابن الحسین علیہالسلام سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے جناب فاطمہ الزھراء علیہاالسلام کو کب دفن کیا انھوں نے جواب میں کہا ہم نے انھیں رات کے سناٹے میں دفن کیا پھر پوچھا ان کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی انہوں نے بتایا علی علیہ السلام نے پڑھائی۔[2]

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب سنن البيهقي الكبرى ج4، ص29، تاليف البيهقي أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر (المتوفى 458ھ) تحقيق: محمد عبد القادر عطا، دار النشر: مكتبة دار الباز - مكة المكرمة - 1414 - 1994م

[2] ۔الطبقات الکبری ج8، ص29، تالیف محمد بن سعد بصری متوفی 230ھ

معرفۃ الصحابہ کی عبارت

7338:''حدثنا إبراهيم بن عبد الله ثنا [محمد بن إسحاق] [السراج] ثنا قتيبة ثنا الليث بن سعد عن عقيل عن [ابن شهاب] الزهري قال : دفنت [فاطمة] بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلا وصلى عليها علي رضي الله عنهما''۔

ترجمہ ابن شہاب الزھری سے مروی ہے کہ اس نے کہا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت دفن کیا گیا اور ان کی نماز مولا علی علیہ السلام نے پڑھائی۔ [1]

تاویل مختلف الحدیث کی عبارت

''و قال ابن قتيبه: وقد طالبت فاطمة رضي الله عنها أبا بكر رضي الله عنه بميراث أبيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما لم يعطها إياه حلفت لا تكلمه أبدا وأوصت أن تدفن ليلا لئلا يحضرها فدفنت ليلا''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے ابو بکر سے اپنے والد گرامی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کو طلب کیا جب ابو بکر نے انہیں میراث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینے سے انکار کر دیا تو جناب سیدہ علیہا السلام نے قسم کھائی کہ وہ اس سے بات تک نہیں کرے گی

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب معرفة الصحابة، ج6، ص3192 تالیف الأصبهاني، أبي نعيم (المتوفى430ھ، دار النشر: طبق برنامه الجامع الكبير

اور وصیت کہ مجھے رات کو دفن کرنا تاکہ ابو بکر میرے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔[1]

روضہ الاحباب کی عبارت

''و در بقیع در شب مدفون گشت ونماز بروی علی بقولی عباس رضی الله تعالی عنه گزارد گویند روز دیگر ابوبکر صدیق وعمر فاروق وسائر اشراف صحابه رضی الله تعالی عنهم باعلی کرم الله وجهه معاتبه می کردند که چوں مرا خبر نکردی تا شرف نماز بروی دریافتمی علی عذر گفت بنا بر وصیت اوچنین کردم''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کو رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور ان کی نماز جنازہ مولا علی علیہ السلام نے پڑھائی اور ایک قول کے مطابق جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی دوسرے روز ابو بکر، عمر اور اصحاب کی ایک جماعت علی بن ابی طالب علیہما السلام کے پاس آپہنچی اس نے شکوہ کیا آپ نے ہمیں جناب سیدہ علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع کیوں نہیں دی تاکہ ہم بھی جنازہ میں شرکت کا شرف حاصل کرسکتے تو مولا علی علیہ السلام نے انہیں جواب میں کہا میں نے ایسا جناب سیدہ علیہا السلام کی

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تاویل مختلف الحدیث ج 1 ص 300 ، تالیف أبو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتيبة (متوفاي 276ھ، تحقیق: محمد زهري النجار، ناشر: دار الجيل، بيروت، 1393، 1972.

وصیت کے مطابق ہی کیا ہے۔[1]

روایات ضعیفہ اور امامت ابو بکر کا بیان

اہلسنت مصادر میں تقریباً پانچ ایسی روایات پائی جاتیں ہیں جن میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ حضرت ابو بکر نے پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ روایات سلسلہ سند کے لحاظ سے صحیح ہیں یا ضعیف ہیں اور نیز ان روایات کے بارے میں محدثین اور علماء رجال اہل سنت کیا فرماتے ہیں۔

جواب؛ اولاً جب ہم ایسی روایات کے سلسلہ سند کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہ روایات سند کے لحاظ سے انتہائی ضعیف اور مخدوش دکھائی دیتی ہیں۔

ثانیاً ان روایات کو محدثین اور علماء رجال اہل سنت نے ضعیف قرار دے رکھا ہے لہٰذا وہ روایات اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے استدلال کرتے ہوئے یہ عقیدہ اور نظریہ قائم کیا جاسکے جس کی بناء یہ کہا جاسکے کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی نماز

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب روضۃ الاحباب فی سیر النبی والال واصحاب ج1 ص610 واقعات 11 ھ، فصل دوم در ذکر اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فاطمہ الزھراء سلام اللہ علیہا، تالیف عطااللہ جمیل الحسینی متوفیٰ1000ھ، در مطبع نامی منشی تھاد، التاریخ1297ہجری

جنازہ حضرت ابو بکر نے پڑھائی۔

اب میں وہ روایات مع الاسناد اپنے قارئین کی پیش نظر کرتا ہوں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

پہلی روایت

امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے ''عن مالك عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده علي بن الحسين قال: ماتت فاطمة بين المغرب و العشاء، فحضرها أبو بكر و عمر و عثمان و الزبير و عبد الرحمن بن عوف، فلما وضعت ليصلى عليها قال علي رضي الله عنه تقدم يا أبا بكر، قال: و أنت شاهد يا أبا الحسن قال نعم تقدم فو الله لا يصلي عليها غيرك فصلى عليها أبو بكر رضى الله عنهم أجمعين و دفنت ليلا''۔

ترجمہ: مالک بن انس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے بتایا جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے مغرب اور عشاء کے درمیان رحلت فرمائی ابو بکر، عمر، عثمان؛، زبیر اور عبد الرحمن بن عوف آپہنچے جب جنازہ تیار ہو گیا تو علی علیہ السلام نے ابو بکر سے کہا آپ آگے بڑھیں جناب سیدہ نساء العالمین علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائیں ابو بکر نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا اۓ ابو الحسن علیہ السلام آپ کے ہوتے ہوۓ میں

کیسے جنازہ پڑھاؤں مولا علی علیہ السلام نے حضرت ابو بکر سے کہا خدا کی قسم آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص جنازہ نہیں پڑھائے گا چنانچہ ابو بکر نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں رات کے وقت دفن کیا گیا۔[1]

جواب

علماء رجال اہل سنت نے اس روایت کو اپنی اپنی تصانیف میں نقل کرنے کے بعد اس پر جرح و قدح کرتے ہوئے اسے ضعیف قرار دیا ہے لہذا یہ روایت ضعف السند کی وجہ سے اس عقیدہ اور نظریہ کا مبنی نہیں بن سکتی جس کی بناء یہ کہا جا سکے کہ حضرت ابو بکر رض نے خاتون جنت بی بی علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی۔

1: شمس الدین الذہبی کا قول

شمس الدین ذہبی نے اس روایت کو روایات ضعیفہ میں سے قرار دیا ہے اور کہا اس

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ج 1 -2 ص 175 ذکر اختصاص بالصلاہ اماما علی فاطمہ بنت رسول اللہ، تالیف للامام شیخ ابی جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری متوفیٰ 694ھ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ج 12 ص 515 حرف الفاء کتاب الفضائل من قسم الافعال کتاب فضائل الصحابہ باب فضل الصدیق، تالیف علی بن حسام الدین برہان فوری المعروف متقی ہندی متوفیٰ 975ھ

روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ بن القدامی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

4788'' (عبد الله بن محمد بن ربيعة بن القدامي المصيصي أحد الضعفاء أتى عن مالك بمصائب (منها) عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده قال توفيت فاطمة ليلا فجاء أبو بكر وعمر وجماعة كثيرة فقال أبو بكر لعلي تقدم فصل قال والله لا تقدمت وأنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقدم أبو بكر وكبر أربعا''۔

ترجمہ: عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ القدامی المصیصی ضعیف راویوں میں سے ایک ہے اس نے امام مالک کے حوالے سے مصائب نقل کیے ہیں جن میں سے ایک روایت یہ ہے کہ جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے جدِ نامدار علیہ السلام سے نقل کی ہے انھوں نے بیان کیا جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا انتقال رات کے وقت ہوا تو حضرت ابو بکر نے حضرت مولا علی علیہ السلام سے کہا آپ آگے بڑھیں نماز جنازہ پڑھائیں تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا جی نہیں اللہ کی قسم میں آگے نہیں بڑھوں گا جب کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں تو حضرت ابو بکر

آگے بڑھے اور انہوں نے چار تکبیریں کہیں۔ [1]

2:ابن حجر العسقلاني کا قول

ابن حجر عسقلانی اسی مذکورہ بالا روایت کو اپنی کتاب الاصابہ میں نقل کرنے کے بعد کہتا ہے اس روایت کو بعض متروک راویوں نے امام مالک بن انس سے نقل کیا ہے اور دار قطني اور ابن عدی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے مثلا ''وقد رَوَى بعض المتروكين عن مالك عن جعفر بن محمد عن أبيه نحوه ووهاه الدارقطني وابن عدي''۔

ترجمہ: اس روایت کو بعض متروک راویوں نے امام مالک سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے دار قطنی اور ابن عدی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

3:ابن عدي کا قول

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ميزان الاعتدال في نقد الرجال، ج4، ص180، تاليف الذهبي الشافعي، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفى 748ھ، تحقيق: الشيخ علي محمد معوض والشيخ عادل أحمد عبد الموجود، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1995م

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الإصابة في تمييز الصحابة، ج8، ص58، تاليف العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابو الفضل (المتوفى 852ھ)، تحقيق: علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412ھ - 1992م.

ابن عدی اپنی کتاب الکامل فی الضعفاء میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای عبد اللہ بن محمد قدامی ہے اس کی مرویات عام غیر محفوظ ہیں "وعامة حديثه غير محفوظة وهو ضعيف على ما تبين لي من رواياته واضطرابه فيها"۔

اس کی مرویات عام غیر محفوظ ہیں اور یہ شخص روایات اور اضطراب کی وجہ سے میرے نزدیک ضعیف ہے۔[1]

4: ابن طاهر المقدسي کا قول

ابن طاہر مقدسی نے اس روایت کو اپنی کتاب ذخیرۃ الحفاظ میں نقل کرنے کے بعد اس بات کی تصریح کی ہے قدامی کے علاوہ اس روایت کو امام مالک سے کسی دوسرے شخص نے نقل نہیں کیا جب کہ قدامی خود ضعیف ہے:" 2493حديث : توفيت فاطمة بنت رسول الله ليلاً ، وجاء أبو بكر ، وعمر ، وعثمان ، وطلحة ، ... رواه عبد الله بن محمد القدامي : عن مالك بن أنس ، عن جعفر بن محمد عن أبيه ، عن جده قال : توفيت . ولم يروه عن مالك غير القدامي وهو ضعيف"۔

---

[1] اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الكامل في ضعفاء الرجال، ج4، ص258، تاليف الجرجاني، عبد الله بن عدي بن عبد الله بن محمد أبو أحمد (المتوفى 365هـ)، تحقيق: يحيى مختار غزاوي، دار النشر: دار الفكر – بيروت، الطبعة: الثالثة1409 – 1988

ترجمہ :**واقعہ رحلت**، جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام جب جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے رات کے وقت رحلت فرمائی تو ابو بکر، عمر، عثمان اور طلحہ آئے۔

ابن طاھر مقدسی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے اس روایت کو عبد اللہ بن محمد القدامی نے مالک بن انس سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے جد بزرگوار سے نقل کیا ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے رحلت فرمائی تو یہ لوگ آئے اس روایت کو امام مالک سے قدامی کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے نقل ہی نہیں کیا جب کہ قدامی خود ضعیف ہے۔[1]

5:الحاكم النيسابوري کا قول

امام حاکم نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ عبد اللہ بن محمد قدامی نے امام مالک بن انس سے من گھڑت قسم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

92 عبد الله بن محمد بن ربيعة القدامي روى عن مالك أنس وإبراهيم بن سعد أحاديث موضوعة.

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ذخيرة الحفاظ، ج2، ص1172، تاليف المقدسي، مطھر بن طاھر (المتوفى 507 ھ)، تحقيق: د.عبد الرحمن الفريوائي، ناشر: دار السلف - الرياض، الطبعة: الأولى، 1416ھ - 1996م.

ترجمہ :عبد اللہ بن محمد بن ربیعۃ قدامی نے مالک بن انس اور ابراہیم بن سعد سے
سے احادیث موضوعہ نقل کی ہیں ۔[1]

6:ابویعلي قزويني کا قول

ابویعلیٰ قزويني نے بھی عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ کو ضعیف قرار دیاہے (134)عبد
الله بن محمد بن ربيعة القدامي المصيصي يروي عن مالك وهو ضعيف يأتي
بالمناكير وما لا يتابع عليه.

ترجمہ عبد اللہ بن محمد بن ربیع القدامی المصیصی امام مالک سے روایت نقل کرتا ہے
یہ شخص ضعیف ہے اس نے مناکیر بیان کی ہیں اور اس کی متابعت نہ کی جائے۔[2]

7:ابن اثیر جزری کا قول

ابن اثیر جزری عبد اللہ بن محمد قدامی کے متعلق کہتا ہے کہ یہ شخص روایات کو الٹا

---

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب المدخل إلی الصحیح، ج1، ص152، تالیف الحاكم النيسابوري، محمد بن عبد الله بن حمدويه أبو عبد الله (المتوفى 405ھ-) تحقيق . ربيع هادي عمير المدخلي، دار النشر : مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1404

[2]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الإرشاد في معرفة علماء الحديث، ج1، ص280، تالیف الخليلي القزويني، الخليل بن عبد الله بن أحمد أبو يعلى (المتوفى 446ھ، تحقيق: محمد سعيد عمر إدريس، دار النشر: مكتبة الرشد – الرياض، الطبعة: الأولى 1409

پلٹا کر دیا کرتا تھا''عبد الله بن محمد بن ربيعة القدامي المصيصي روى عن مالك وإبراهيم بن سعد... وكان يقلب الأخبار لا يحتج به''۔

ترجمہ: عبد اللہ بن محمد بن ربیع القدامی المصیصی نے مالک اور ابراھیم بن سعد سے روایات نقل کی ہیں اور یہ شخص روایات کو الٹا پلٹا کرتا تھا اس کی مرویات قابلِ احتجاج نہیں ۔[1]

میرے محترم قارئین جیسا کہ آپ نے اوپر بقول علماء اہل سنت ملاحظہ فرمالیا ہو گا کہ یہ روایت ضعیف ہے لہذا اس جیسی روایت کے ساتھ استدلال کرتے ہوئے یہ عقیدہ اور نظریہ قائم کرنا درست نہیں ہو گا جس کی بناء پر یہ دعویٰ کیا جاسکے کہ حضرت ابو بکر رض نے جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

دوسری روایت شعبی سے مروی ہے''أخبرنا محمد بن عمر حدثنا قيس بن الربيع عن مجالد عن الشعبي قال صلى عليها أبو بكر رضي الله عنه''۔

ترجمہ: شعبی سے مروی ہے کہ اس نے کہا حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی۔[2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب اللباب في تهذيب الأنساب، ج3، ص19، تاليف الشيباني الجزري، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد (المتوفى630ھ، دار النشر: دار صادر - بيروت - 1400ھ - 1980م

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الطبقات الكبرى، ج8، ص29، تاليف بصري الزهري، محمد بن سعد بن منيع أبو عبد الله (المتوفى230ھ، دار النشر: دار صادر - بيروت

الجواب: ابنِ حجر عسقلانی اس روایت کو اپنی کتاب الاصابہ میں نقل کرنے کے بعد کہتا ہے۔

اولاً اس روایت کا طریق ضعیف ہے اس سلسلہ روایت کا راوی شعبی ہے اس کے ضعیف ہونے کی صراحت کی ہے۔

ثانیاً اس سلسلہ روایت میں ضعف اور انقطاع پایا جاتا ہے ''وروى الواقدي عن طريق الشعبي قال صلى أبو بكر على فاطمة وهذا فيه ضعف وانقطاع''۔

ترجمہ: اس روایت کو واقدی نے شعبی کے طریق سے نقل کیا ہے اس نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد ابن حجر عسقلانی کہتا ہے اس روایت میں ضعف اور انقطاع پایا جاتا ہے۔[1]

یہ روایت بھی سند کے لحاظ ضعیف ہونے کی وجہ سے ساقط عن الاعتبار قرار دی جانے گی اور لہذا اس جیسی روایت کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے یہ کہنا ہر گز درست نہیں ہو گا کہ حضرت ابو بکر رض نے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

---

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الإصابة في تمييز الصحابة، ج8، ص58، کتاب النساء، تالیف العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابوالفضل (المتوفى852ه- تحقیق: علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل ، بيروت، الطبعة:الأولى،1412ه- - 1992م

تیسری روایت: ابراھیم سے مروی ہے ''أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ أَبِي الْمُسَاوِرِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صلي الله عليه وسلم فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا''۔

ترجمہ: ابراہیم سے مروی ہے اس نے کہا حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔[1]

جواب: یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای عبد الاعلی ابن ابی مساور ہے جسے علماء رجال اہل سنت نے ضعیف قرار دیاہے لہذا یہ روایت اس قابل نہیں ہے اس کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے یہ عقیدہ یا نظریہ قائم کیا جاسکے کہ خلیفہ المسلمین حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

علامہ المزی کا قول

''عبدالاعلى بن أَبي المساور الزُّهْرِيّ، مولاهم، أبو مسعود الجرار بالراء المهملة المكررة الكوفي، نزيل المدائن وقَال عَباس الدُّورِيُّ، وإبراهيم بن عَبد الله بن الجنيد، عن يحيى بن مَعِين: ليس بشيءٍ. زاد إبراهيم: كذاب''۔

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الطبقات الکبری، ج8، ص29، تالیف البصري الزهري، محمد بن سعد بن منیع أبو عبد الله (المتوفی 230ھ)، دار النشر: دار صادر - بیروت، طبق برنامہ الجامع الکبیر

ترجمہ: عبد الاعلی بن ابی المساور جو منسوب ہے قبیلہ زھری کی طرف نسبت ولاہ کی وجہ سے اور یہ ابو مسعود الجرار الکوفی ہے جو مدائن میں رہائش پذیر تھا ،عباس الدوری اور ابراہیم بن عبد اللہ بن جنید نے یحیٰی بن معین سے نقل کرتے ہوئے کہا یہ شخص کوئی چیز نہیں مزید ابراہیم نے اسے کذاب کہا ہے''وَقَال المفضل بن غسان الغلابي ، عن يحيي بن مَعِين : ليس بثقة. وَقَال محمد بن عثمان بن أَبِي شَيْبَة ، عن علي بن المديني : ضعيف ، ليس بشيءٍ. وَقَال محمد بن عَبد الله بن عمار الموصلي : ضعيف ، ليس بحجة. وَقَال أبو زُرْعَة : ضعيف جدا. وَقَال أبو حاتم : ضيعف الحديث . قَال البُخارِيُّ : منكر الحديث. وَقَال أبو داود : ليس بشيءٍ. وَقَال النَّسَائي : متروك الحديث''۔

ترجمہ مفضل بن غسان غلابی نے یحیٰی بن معین سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے یہ عبد الاعلی مساور ثقہ نہیں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے علی بن مدائنی سے نقل کرتے کہا یہ ضعیف ہے یہ کوئی چیز نہیں محمد بن عبد اللہ بن عمار موصلی نے کہا ہے یہ روای ضعیف ہے اس کی مرویات حجت نہیں ابو زرعہ نے کہا یہ راوی انتہائی ضعیف ہے ابو حاتم نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے امام بخاری نے اسے منکر

الحدیث کہا ابو داؤد نے کہا یہ کوئی چیز نہیں امام نسائی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔[1]

ابن جوزی کا قول

ابنِ جوزی نے اسکا شمار ضعیف راویوں میں کیا ہے

1809عبد الأعلى بن أبي المساور أبو مسعود الجرار الكوفي ... وقال ابن نمير والنسائي وعلي بن الجنيد متروك الحديث وقال البخاري منكر الحديث وقال أبو زرعة ضعيف جدا وقال الدارقطني ضعيف وقال ابن عدي حديثه لا يتابعه عليه الثقات''۔

ترجمہ: ابن جوزی نے کہاہے عبد الاعلی بن ابی مساور ابو مسعود جرار کوفی ہے اسے ابن نمیر ؛نسائی اور علی بن جنید نے متروک الحدیث کہاامام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہاہے ابو زرعہ نے اسے انتہائی ضعیف قرار دیاہے دار قطنی نے اسے

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تھذیب الکمال،ج16، صص366 – 368، تالیف المزي، ابوالحجاج یوسف بن الزکي عبد الرحمن (المتوفی742ھ- تحقیق: د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة- بیروت، الطبعة: الأولی، 1400ھ-– 1980م

ضعیف کہا ہے ابنِ عدی نے کہا کہ ثقہ راویوں نے اس کی روایت کی متابعت نہیں کی۔ [1]

یہ روایت بھی ضعیف السند ہونے کی وجہ سے اس عقیدہ اور نظریہ کا مبنی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی جس کی بناء پر یہ کہا جاسکے کہ حضرت ابو بکر رض نے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

چوتھی روایت: ابن عباس سے مروی ہے ''حدثنا عبدالله بن محمد بن جعفر ثنا محمد بن عبدالله رشتة ثنا شيبان ابن فروخ ثنا محمد بن زياد عن ميمون بن مهران عن ابن عباس ... كبر أبو بكر على فاطمة أربعا وكبر عمر على أبي بكر أربعا وكبر صهيب على عمر أربعا''۔

ترجمہ: جناب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر نے جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام پر چار تکبیریں کہیں اور حضرت عمر نے حضرت ابو بکر پر چار تکبیریں کہیں اور حضرت عمر نے حضرت صہیب پر چار تکبیریں کہیں۔ [2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الضعفاء والمتروكين، ج2، ص 81، تاليف ابن الجوزي، عبد الرحمن بن علي بن محمد، أبو الفرج (المتوفى 579ھ۔ تحقيق: عبد الله القاضي، دار النشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1406

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج4، ص96، تاليف الأصبهاني، ابو نعيم أحمد بن عبد الله (المتوفى 430ھ، ناشر: دار الكتاب العربي – بيروت، الطبعة: الرابعة، 1405ھ۔

الجواب: یہ روایت بھی سند کے لحاظ سے موضوعہ ہے جیسا کہ محدث العصر حافظ زبیر علی زئی اپنی کتاب مقالات میں یہی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک راوی محمد بن زیاد الطحان الیشکری ہے جو بہت بڑا کذاب ہے جیسا کہ سابقہ فقرے میں محمد بن زیاد الخ کے عنوان کے تحت گزر چکاہے لہٰذا یہ روایت بھی موضوع ہے۔

تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات جلد ششم ص306، تالیف محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ناشر الکتاب انٹر نیشنل جامعۃ نگر نئی دھلی 25—11

ابن حبان کا قول

محمد بن حبان کہتاہے اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای محمد بن زیاد یشکری ہے جسے علماء رجال اہل سنت نے ضعیف قرار دیاہے مثلا ابنِ حبان نے کیا''کان ممن یضع الحدیث علی الثقات''۔

ترجمہ: محمد بن زیاد یشکری حدیثیں گھڑ کر ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دیا کرتا تھا''محمد بن زیاد الجزري اليشكري الحنفي يروي عن ميمون بن مهران روى عنه العراقيون كان ممن يضع الحديث على الثقات''۔

ترجمہ: محمد بن زیاد الجزری الیشکری میمون بن مہران سے روایت نقل کرتا ہے اور جبکہ اس سے اہل عراق نے روایات نقل کی ہیں یہ شخص حدیث ایجاد کرکے ثقہ راویوں کی طرف منسوب کیا کرتا تھا۔ [1]

شمس الدین ذھبی کا قول

شمس الدین ذھبی نے اسے ضعفاء میں سے قرار دیا شمس الدین ذھبی اس شخص کے متعلق کہتا ہے "محمد بن زياد (ت) اليشكري الميموني الطحان يروي عن ميمون بن مهران وغيره وعنه شيبان بن فروخ وعقبة بن مكرم وجماعة قال أحمد كذاب أعور يضع الحديث وروى إبراهيم بن الجنيد وغيره عن ابن معين كذاب وقال ابن المديني رميت بما كتبت عنه وضعفه جدا وقال أبو زرعة كان يكذب وقال الدارقطني كذاب"۔

ترجمہ: محمد بن زیاد یشکری میمونی طحان اس نے میمون بن مہران اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں جبکہ اس سے شیبان بن فروخ اور عقبہ بن مکرم اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں امام احمد نے اسے کذاب اور کانا اور حدیثیں گھڑ

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين، ج2، ص250، تالیف التميمي البستي، الإمام محمد بن حيان بن أحمد بن أبي حاتم (المتوفى 354ھ، تحقیق: محمود إبراهيم زايد، دار النشر: دار الوعي - حلب، الطبعة: الأولى 1396ھ۔

نے والا کہا اس نے ابراھیم بن جنید اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں اور ابن معین سے منقول ہے اس نے کہا یہ کذاب ہے۔

ابنِ مدائنی نے کہا جو کچھ میں نے اس سے روایت کیا تھا وہ میں نے پھینک دیا ہے ابوزرعہ نے کہا ہے یہ شخص جھوٹ بولتا ہے دار قطنی نے اسے کذاب کہا ہے۔[1]

محمد بن زیاد کے ضعیف اور مذموم ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی اپنا صحتِ کا درجہ کھو بیٹھی ہے۔

لہٰذا اب یہ روایت اس قابل نہیں رہی کہ اس کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے یہ دعوی کیا جا سکے کہ حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

پانچویں روایت: عبداللہ بن عمر سے مروی ہے 272۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا فُرَاتُ بْنُ السَّائِبِ حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ ... كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَاطِمَةَ أَرْبَعًا‘‘۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب میزان الاعتدال في نقد الرجال، ج 6، ص154، تالیف الذهبي الشافعي، شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفی 748ھ، تحقیق: الشیخ علي محمد معوض والشیخ عادل أحمد عبد الموجود، ناشر: دار الکتب العلمیۃ- بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1995م.

ترجمہ: ہمیں عبد اللہ بن عمر نے بتایا کہ حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام پر چار تکبیریں پڑھیں۔

جواب: اس روایت کے سلسلہ رواۃ میں سے ایک روای فرات بن سائب ہے جس کو علماء رجال اہل سنت نے ضعیف قرار دیا ہے۔

مثلاً امام عسقلانی کا قول

ابن حجر عسقلانی فرات بن سائب کو میمون بن مہران کے تلامذہ میں سے قرار دینے کے بعد اس کے متعلق مختلف علماء اعلام کے اقوال قلمبند کرتے ہوئے کہتاہے ''قال البخاري منكر الحديث وقال يحيى بن معين ليس بشيء وقال الدارقطني وغيره متروك . .وقال أبو حاتم الرازي ضعيف الحديث منكر الحديث وقال الساجي تركوه وقال النسائي متروك الحديث وقال عباس عن يحيى بن معين منكر الحديث وقال أبو أحمد الحاكم ذاهب الحديث وقال بن عدى له أحاديث غير محفوظة وعن ميمون مناكير''۔

ترجمہ: مثلاً امام بخاری نے کہاہے.. یہ شخص منکر الحدیث ہے یحیٰ بن معین نے کہا ہے یہ کوئی چیز نہیں ابو حاتم رازی نے کہا ہے یہ شخص ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث ہے ساجی نے کہا ہے اسے چھوڑ دیا جائے امام نسائی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے عباس نے کہا ہے یحیٰ بن معین نے اسے منکر الحدیث کہا ہے ابن

عدی نے کہا اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں اس نے میمون سے مناکیر روایت کی ہیں۔[1]

یہ روایت بھی ضعیف السند ہونے کی وجہ سے ساقط عن الاعتبار قرار دی جائے گی لہٰذا اس جیسی روایت کے ساتھ استدلال کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرنا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو گا کہ حضرت ابو بکر نے بنت رسول جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

خلاصہ الکلام

اولاً یہ پانچوں روایات ہی سلسلہ سند کے لحاظ سے انتہائی ضعیف ہیں اور جیسا کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ روایت ضعیفہ کسی عقیدہ اور نظریہ کا مبنی نہیں بن سکتی چونکہ عقائد اور نظریات کے باب میں صحیح السند روایت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔
ثانیاً کتاب بخاری و مسلم شریف اور دیگر کتب کی احادیث صحیحہ کے ساتھ یہ مذکورہ

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، ج1، ص371، تالیف الهيثمي، الحارث بن أبي أسامة / الحافظ نور الدين (المتوفی282ھ، تحقیق: د. حسين أحمد صالح الباكري، دار النشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبوية - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى 1413، اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب لسان الميزان، ج4، ص430، تالیف العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابو الفضل(المتوفی852ھ، تحقیق دائرة المعرف النظامية - الهند، ناشر: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1406ه-- 1986م.

بالا پانچوں روایات متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط عن الاعتبار قرار دی جائیں گئیں۔

ثالثاً روایات صحیحہ کو روایات ضعیفہ پر حاکمیت اور فوقیت حاصل ہوتی ہے جبکہ احادیث صحیحہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے مولا علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کو رات کے وقت دفن کیا اور حضرت ابو بکر کو جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع نہ دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی اس ساری بحث کا لب لباب یہی بنتا ہے کہ لختِ رسول جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ ان کے شوہر نامدار حیدر کرار علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے پڑھائی نہ کہ حضرت ابو بکر نے پڑھائی۔

شبہ اور اس کا ازلہ

شیعہ حضرات کا جو یہ کہنا کہ ہمیشہ معصوم علیہ السلام کی نماز جنازہ معصوم پڑھاتا ہے اس میں کوئی صداقت دکھائی نہیں دیتی کیونکہ مدینہ کے گورنر سعید بن عاص نے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھائی جب کہ وہ غیر معصوم تھا۔

جواب یہ کہنا سفید جھوٹ ہو گا کہ سعید بن عاص نے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھائی امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ ان کے بھائی امام حسین علیہ السلام نے پڑھائی جو کہ معصوم ہیں اور جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے ''فلما

قبض الحسن عليه السلام و وضع على السرير ثم انطلقوا به إلى مصلى رسول الله صلى الله عليه وآله الذي كان يصلي فيه على الجنائز فصلى عليه الحسين عليه"۔

ترجمہ: جب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی روح طاہرہ ان کے قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو ان کے جسد اطہر کو چارپائی پر رکھ کر اس جگہ منتقل کر دیا گیا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے امام حسین علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

اقوال علماء اہل سنت اور جنازہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان علماء اہل سنت کے اسماء پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنی اپنی تصانیف اور تالیفات میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ ان کے شوہر نامدار جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے ہی پڑھائی ہے۔

1: مثلاً العجلي الكوفي (المتوفى 261ھ) کا قول

علامہ عجلی کوفی اپنی کتاب معرفة الثقات میں جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی تجہیز و تکفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے 2348: فاطمة بنت سيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ... ودفنها علي بن أبي طالب رضي الله عنه ليلا

[1] ۔ اصول الکافی ج 1 ص 181 کتاب الحجۃ 124 - باب الاشارہ والنص علی الحسین بن علی علیہ السلام، ثقہ الاسلام الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی متوفی 329ھ، منشورات الفجر بیروت لبنان

وغسلها وصلى عليها''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے رات کے وقت دفن کیا اور انہیں غسل دیا اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی ۔[1]

2: سلیمان الجمل (المتوفی 318ھ) کا قول

الشیخ سلیمان جناب فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کی تجہیز و تکفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''وغسلها علي وأسماء بنت عميس وصلى عليها ''۔

ترجمہ: علی علیہ السلام اور جناب اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا نے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کو غسل دیا اور مولا علی علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[2]

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم، ج2، ص458، تاليف العجلي، أبي الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح (المتوفى 261ھ، تحقيق عبد العليم عبد العظيم البستوي، ناشر: مكتبة الدار المدينة المنورة-السعودية، الطبعة: الأولى، 1405 – 1985م.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب حاشية الجمل على شرح المنهج، ج2، ص197 تاليف، أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري (المتوفى 318ه-)، دار النشر: دار طيبة-الرياض- 1985م، الطبعة: الأولى، تحقيق أبو حماد صغير أحمد بن محمد حنيف

3: المسعودي (المتوفي 346ھ) کا قول

علامہ مسعودی جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی تجہیز و تکفین؛ تدفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''وتولى غسلها أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه ودفنها ليلاً بالبقيع وقيل غيره، ولم يؤذن بها أبو بكر''۔

ترجمہ: مولا علی علیہ السلام نے جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو غسل دیا اور انہیں رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں جنت البقیع کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر دفن کیا اور حضرتِ ابو بکر کو جناب خاتون قیامت بی بی علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع نہ دی۔[1]

4: ابن حبان (المتوفی 354ھ) کا قول

ابنِ حبان. جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے وقت تدفین اور ان کے جنازہ میں شیخین کی عدم شمولیت کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے ''فدفنها علي ليلا ولم يؤذن به أبا بكر ولا عمر''۔

ترجمہ: مولا علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو رات کے وقت دفن کیا اور حضرت ابو بکر اور عمر کو جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع نہ دی۔[1]

---

[1]۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب التنبیہ والإشراف، ج1، ص106، تالیف أبو الحسن علی بن الحسین بن علی (المتوفی 346ه دار النشر: طبق برنامہ الجامع الکبیر

دوسرے مقام پر کہتا ہے۔

1092فاطمة بنت رسول الله وصلى عليها على ولم يؤذن بها احد ودفنها ليلا''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ مولا علی علیہ السلام نے پڑھائی کسی دوسرے کو جناب سیدہ علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع نہ دی اور انہیں رات کے وقت دفن کیا۔[2]

5:ابن عبد البر (المتوفي463ھ) کا قول

ابنِ عبد البر جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی رحلت اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''وماتت فاطمة رضي الله عنها بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت أول أهله لحوقا به وصلى عليها علي بن أبي طالب...

ترجمہ: اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے سب سے پہلے جناب فاطمۃ بنت محمد ﷺ اپنے بابا کے ساتھ ملحق ہوئیں اور مولا علی علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الثقات ج 2 ص 170، تالیف التميمي البستي، محمد بن حبان بن أحمد ابوحاتم (المتوفی354 ھ، تحقیق: السید شرف الدین أحمد، ناشر: دار الفکر، الطبعۃ: الأولی، 1395ھ-- 1975م

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الثقات، ج2، ص170، تالیف أبو الحسن علی بن الحسین بن علی (المتوفی346ھ-

6:ابن جوزی(597ھ) کا قول

جنابِ فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی تجہیز و تدفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے

''وماتت فاطمة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بستة أشهر ... وغسلها علي وصلى عليها وقيل صلى عليها العباس وقيل صلى عليها أبو بكر''

ترجمہ: جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام بعد از رحلت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ ماہ تک زندہ رہیں اور انہیں علی بن ابی طالب علیہما السلام نے غسل دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی نماز جنازہ جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے ان کی نماز جنازہ ابو بکر نے پڑھائی۔[2]

نوٹ!

اولاً جس جس روایت میں آیا ہے جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ جناب عباس

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج4، ص1898، تالیف ابن عبد البر النمري القرطبي المالكي، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر (المتوفی 463ھ۔ تحقیق علی محمد البجاوی، اشر دار الجیل بیروت الطبعہ الاولی 1412

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير، ج1، ص31، تالیف ابن الجوزي الحنبلي، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد (المتوفی 597ھ ناشر: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم - بيروت، الطبعة: الأولى 1997م

بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے یا حضرت ابو بکر نے پڑھائی اس روایت کی ابتدا میں لفظ قیل ہے اور لفظ قیل کا معنی ہے کہا گیا کس نے کہا ہے یہ معلوم نہیں یعنی اس قول کا قائل نامعلوم ہے۔

ثانیاً لفظ قیل صیغہ تمریض ہے جہاں یہ آتا ہے اس قول کے ضعیف ہونے کی خبر دیتا ہے۔

ثالثاً روایات صحیحہ اور صریحہ کے مقابلہ میں اس قیل و قال کی کوئی وقعت اور قدر و قیمت نہیں ہوتی جیسا کہ اہل علم حضرات اس سے بخوبی واقف ہیں۔

7:ابن اثیر الجزري (المتوفي 630ھ) کا قول

ابن اثیر جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی تجہیز و تدفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''وهي أوّل من غُطِّي نعشها في الإسلام، ثم بعده زينب بنت جحش. وصلى عليها علي بن أبي طالب، وقيل: صلى عليها العباس. وأوصت أن تدفن ليلاً، ففعل ذلك بها''۔

ترجمہ: تاریخ اسلام میں جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام ہی وہ پہلی خاتون ہیں جن کے جسد اقدس کو ڈھاپنے کیلئے تابوت تیار کیا گیا اور مولا علی علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی یہ بھی کہا گیا جناب سیدۃ علیہا السلام کی نماز جنازہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی

اور ان کی وصیت کے مطابق انہیں رات کے وقت دفن کیا گیا۔[1]

8: المزي (المتوفي742ھ) کا قول

الشیخ المزی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی رحلت اور ان کی نمازِ جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''وماتت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت أول أهله لحوقا به ، وصلى عليها علي بن أبي طالب''۔

ترجمہ: اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے سب سے پہلے جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے بابا سے ملحق ہوئیں اور ان کی نماز جنازہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے پڑھائی۔[2]

9: النووي (المتوفي676ھ) کا قول

امام النووی جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے غسل اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق لکھتا ہے ''فاطمة الزهراء بنت رسول الله وقال الكلبي ... وغسلها علي وأسماء

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج7، ص244، تالیف ابن أثیر الجزري، عزالدين بن الأثير أبي الحسن علي بن محمد (المتوفى630ھ، تحقیق: عادل أحمد الرفاعي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ه - 1996م.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تهذيب الكمال، ج35، ص252، تالیف المزي، ابوالحجاج يوسف بن الزكي عبدالرحمن (المتوفى742ھ، تحقیق: بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400ه - 1980م.

بنت عميس وصلى عليها علي وقيل العباس وأوصت أن تدفن ليلا ففعل ذلك بها''۔

ترجمہ: کلبی نے کہا کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو مولا علی علیہ السلام اور جناب اسما بنت عمیس رض نے ملکر غسل دیا اور مولا علی علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی یہ بھی کہا گیا ہے۔ جناب عباس بن عبد المطلب رض نے جناب سیدۃ علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور جناب سیدۃ علیہا السلام کی وصیت کے مطابق انہیں رات کے وقت دفن کیا گیا۔[1]

10: ابن کثیر (المتوفي774ھ) کا قول

ابن کثیر دمشقی جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''وصلى عليها علي وقيل أبو بكر وهو قول غريب''۔

ترجمہ: جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی نماز جنازہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام کی نماز جنازہ حضرت ابو بکر نے پڑھائی اور یہ قول شاذ ہے۔[2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الأسماء واللغات، ج2، ص617، تالیف النووي الشافعي، محيي الدين أبو زکریا یحیی بن شرف بن مر بن جمعۃ بن حزام (المتوفی676ھ، تحقیق: مکتب البحوث والدراسات، ناشر: دار الفکر- بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1996م.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الفصول فی فی سیرت الرسول، ج1، ص216، تالیف ابن کثیر الدمشقي، ابو الفداء إسماعيل بن عمر القرشي (المتوفی774ھ، ناشر النشر: طبق برنامہ الجامع الکبیر.

نوٹ! ''قيل صلى عليها ابوبكر

ترجمہ کہا گیاہے جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی نماز جنازہ حضرت ابو بکر نے پڑھائی !!

اولاًاس روایت کی ابتدامیں لفظ قیل ہے اور لفظ قیل کا معنی ہے کہا گیا کس نے کہا ہے یہ معلوم نہیں یعنی اس قول کا قائل مجہول ہے۔

ثانیاً لفظ قیل صیغہ تمریض ہے جہاں یہ آتا ہے اس قول کے ضعیف ہونے کی خبر دیتاہے۔

ثالثاًروایات صحیحہ اور صریحہ کے مقابلہ میں اس قیل و قال کی کوئی وقعت اور قدر و قیمت نہیں ہوتی جیسا کہ اہل علم حضرات اس سے بخوبی واقف ہیں۔

11: ابن حجر العسقلاني (المتوفي 852ھ) کا قول

ابن حجر عسقلانی جناب فاطمہ الزھراء علیہا السلام کی تجہیز و تکفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے'' وقد ثَبَتَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لم يَعْلَمْ بِوَفَاةِ فَاطِمَةَ لِمَا في الصَّحِيحِ من حديث عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا دَفَنَهَا لَيْلًا ولم يُعْلِمْ أَبَا بَكْرٍ فَكَيْفَ يُمْكِنُ أَنْ تُغَسِّلَهَا زَوْجَتُهُ وَلَا يَعْلَمُ هو وَيُمْكِنُ أَنْ يُجَابَ بِأَنَّهُ عَلِمَ بِذَلِكَ وَظَنَّ أَنَّ عَلِيًّا سَيَدْعُوهُ لِحُضُورِ دَفْنِهَا وَظَنَّ عَلِيٌّ أَنَّهُ يَحْضُرُ من غَيْرِ اسْتِدْعَاءٍ منه فَهَذَا لَا بَأْسَ

بِهِ وَأَجَابَ فِي الْخِلَافِيَّاتِ بأنه (أنه) يَحْتَمِلُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ عَلِمَ بِذَلِكَ وَأَحَبَّ أَنْ لَا يَرُدَّ غَرَضَ عَلِيٍّ فِي كِتْمَانِهِ منه''۔

ترجمہ: یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضرت ابو بکر کو جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی رحلت کی اطلاع نہ دی گئی بخاری شریف کی اس روایت کے مطابق جو بی بی عائشہ رض سے مروی ہے کہ علی علیہ السلام نے انہیں رات کے وقت دفن کیا حضرت ابو بکر کو ان کی رحلت کی اطلاع نہ دی کس طرح یہ ممکن ہو سکتا ہے ان کی زوجہ اسما بنت عمیس جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو غسل دینے میں مولا علی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہو لیکن اس کے شوہر کو جناب سیدہ طاہرہ علیہا السلام کی رحلت کی خبر نہ ہو ممکن ہے ابو بکر کو جناب سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام کی رحلت کا علم ہو چکا ہو۔ لیکن اسے اس چیز کا انتظار ہو گا علی علیہ السلام مجھے دفن کے وقت بلائیں گے تو میں جاؤں گا مولا علی علیہ السلام نے اس لیے اطلاع نہیں دی کہ ابو بکر خود ہی بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کی خبر سن کر آجائے گا اس میں کونسا حرج اس چیز کا جواب خلافیات میں یہ دیا ہے ابو بکر کو بنت رسول کی رحلت کا علم تو ہو چکا تھا مگر اس نے چاہا کہ حضرت علی علیہ السلام کی

رحلت سیدہ علیہا السلام کو مخفی رکھنے سے جو غرض ہے وہ پوری ہو جائے (اس لیے اس نے جنازہ میں شرکت کو مناسب نہیں سمجھا)۔[1]

کلمۃ الحق

عسقلانی نے ناقابل تردید حقائق چھپانے کی خاطر اپنے دل کو طفل تسلیاں تو بہت دیں ہیں اور رکیک قسم کی تاویلات اور توجیہات کا سہارا بھی لیا ہے لیکن آخر کار حقیقت کا اقرار کر بیٹھا کہ حضرت ابو بکر جنازہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل نہ تھا حالانکہ موصوف صاحب پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ روایات صحیحہ اور صریحہ میں مذکور ہے کہ مولا امیر کائنات علی بن ابی طالب علیہ السلام نے بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق ہی شیخین کو جناب سیدۃ علیہا السلام کی رحلت کی خبر نہ دی تھی کیونکہ جناب سیدۃ الکونین علیہا السلام ان پر ناراض اور غضب ناک تھیں اور اسی حالت میں ہی اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئیں کتب صحیحین کی روایات اس پر شاہد ہیں۔

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تلخيص الحبير في أحاديث الرافعي الكبير، ج2، ص143، تاليف العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابو الفضل (المتوفى 852ھ۔ تحقیق: السيد عبد الله هاشم اليماني المدني، ناشر:-المدينة المنورة– 1384ھ– 1964م.

12: بدرالدين العيني (المتوفي 855ھ) کا قول

بدر الدین عینی جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی تجہیز و تدفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''وغسلها علي، رضي الله تعالى عنه، وصلى عليها ودفنت ليلاً، وفضائلها لا تحصى، وكفى لها شرفاً كونها بضعة من رسول الله صلى الله عليه وسل''۔

ترجمہ: جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو غسل علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں رات کے وقت دفن کیا اور جناب سیدہ علیہا السلام کے فضائل و مناقب اعداد و شمار سے باہر ہیں اور ان کے شرف اور فضلیت کیلئے یہی کافی ہے جناب سیدہ علیہا السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کا ٹکڑا ہیں۔[1]

13: ملا علي القاري (المتوفي 1014ھ) کا قول

ملا علی قاری جناب فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کی تجھیز و تدفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق کہتا ہے ''تزوجها علي بن أبي طالب في السنة الثانية من الهجرة في شهر رمضان ... وغسلها علي وصلى عليها ودفنت ليلا''۔

ترجمہ: جناب فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کی شادی ماہ رمضان المبارک میں ہجرت کے

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج 3، ص 174، تاليف العيني الغيتابي الحنفي، بدر الدين ابو محمد محمود بن أحمد (المتوفى 855ھ) ناشر دار إحياء التراث العربي – بيروت

دوسرے سال ہوئی جب ان کی رحلت ہوئی تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انہیں غسل دیا ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انھیں رات کے وقت دفن کیا۔ [1]

14: الحلبي (المتوفي 1044ھ) کا قول

علامہ حلبی جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی تدفین اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق واقدی کا قول نقل کرتے ہوئے کہتا ہے "وقال الواقدي وثبت عندنا أن عليا كرم الله وجهه دفنها رضي الله تعالى عنها ليلا وصلى عليها ومعه العباس والفضل رضي الله تعالى عنهم ولم يعلموا بها أحدا"۔

ترجمہ: واقدی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے رات کے وقت دفن کیا اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نماز جنازہ میں جناب عباس رضی اللہ عنہ اور جناب فضل رضی اللہ عنہ شریک تھے کسی دوسرے شخص کو اطلاع نہ دی۔ [2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج 1، ص 174، تالیف ملا علي القاري، نور الدین أبو الحسن علي بن سلطان محمد الهروي (المتوفى 1014ھ، تحقیق: جمال عیتاني، ناشر: دار الکتب العلمیة - لبنان / بیروت، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2001م.

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب السیرۃ الحلبیة في سیرۃ الأمین المأمون، ج 3، ص 487، تالیف الحلبي، علي بن برهان الدین (المتوفى 1044ھ، ناشر: دار المعرفة - بیروت - 1400ھ

خلاصۃ الکلام!!

شیعہ سنی کتب کی روایات صحیحہ ، صریحہ اور دونوں مکاتب فکر کے جید علماء کرام کے اقوال سے یہی ثابت ہوا کہ صدیقۃ الکبریٰ جناب سیدۃ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی نماز جنازہ ان کے شوہر نامدار مولا متقیان علی بن ابی طالب علیہ السلام نے پڑھائی اور ان لوگوں کو لخت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کی اطلاع تک نہ دی جن پر مخدومہ کائنات علیہا السلام ناراض تھیں۔

تمت بالخیر 5/3/2021

زیارت جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام

السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ رَسُولِ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ نَبِيِّ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ حَبِيبِ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ خَلِيلِ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ صَفِيِّ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ أَمِينِ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ خَيرِ خَلقِ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ أَفضَلِ أَنبِياءِ الله وَرُسُلِهِ وَمَلائِكَتِهِ، السَّلامُ عَلَيكِ يا بِنتَ خَيرِ البَرِيَّةِ، السَّلامُ عَلَيكِ يا سَيِّدَةَ نِساءِ العالَمِينَ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ، السَّلامُ عَلَيكِ يا زَوجَةَ وَلِيِّ اللهِ وَخَيرِ الخَلقِ بَعدَ رَسُولِ الله، السَّلامُ عَلَيكِ يا أُمَّ الحَسَنِ وَالحُسَينِ سَيِّدَي شَبابِ أَهلِ الجَنَّةِ، السَّلامُ عَلَيكِ أَيَّتُها الصِّدِّيقَةُ الشَّهِيدَةُ، السَّلامُ عَلَيكِ أَيَّتُها الرَّضِيَّةُ المَرضِيَّةُ، السَّلامُ عَلَيكَ أَيَّتُها الفاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ، السَّلامُ عَلَيكَ أَيَّتُها الحَوراءُ الإِنسِيَّةُ، السَّلامُ عَلَيكَ أَيَّتُها التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ، السَّلامُ عَلَيكَ أَيَّتُها المُحَدَّثَةُ العَلِيمَةُ، السَّلامُ عَلَيكَ أَيَّتُها المَظلُومَةُ المَغصُوبَةُ، السَّلامُ عَلَيكَ أَيَّتُها المُضطَهَدَةُ المَقهُورَةُ، السَّلامُ عَلَيكَ يا فاطِمَةُ بِنتَ رَسُولِ الله وَرَحمَةُ الله وَبَرَكاتُهُ،

صَلَّى اللهُ عَلَيكِ وَعَلى رُوحِكِ وَبَدَنِكِ، أَشهَدُ أَنَّكِ مَضَيتِ عَلى بَيِّنَةٍ مِن رَبِّكِ، وَأَنَّ مَن سَرَّكِ فَقَد سَرَّ رَسُولَ الله صَلّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ، وَمَن جَفاكِ فَقَد جَفا رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ، وَمَن آذاكِ فَقَد آذى رَسُولَ الله صَلّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ، وَمَن وَصَلَكِ فَقَد وَصَلَ رَسُولَ الله صَلّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ، وَمَن قَطَعَكِ فَقَد

قَطَعَ رَسُولَ اللہ صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہِ، لأَنَّكِ بِضعَةٌ مِنهُ وَرُوحُهُ الَّتِي بَينَ جَنبَيهِ، أُشهِدُ اللہَ وَرُسُلَهُ وَمَلائِكَتَهُ أَنِّي راضٍ عَمَّن رَضِيتِ عَنهُ، ساخِطٌ عَلى مَن سَخِطتِ عَلَيهِ، مُتَبَرِّئٌ مِمَّن تَبَرَّأتِ مِنهُ، مُوالٍ لِمَن والَيتِ مُعادٍ لِمَن عادَيتِ، مُبغِضٌ لِمَن أَبغَضتِ مُحِبٌّ لِمَن أَحبَبتِ، وَكَفى بِاللہ شَهِيداً وَحَسِيباً وَجازِياً وَمُثِيباً۔

مؤلف کی دیگر تألیفات

1: القول المختوم فی رد زواج ام کلثوم علیہا السلام

2 : بشارت الکونین باقامۃ الماتم علی الحسین علیہ السلام

3: عزادای سنت معصومین علیہم السلام

4 : اثبات حدیث کساء

5: وقت افطار قرآن و سنت کی روشنی میں

6: دفاع عزاداری سید الشہداء علیہ السلام اور علماء الشیعہ

7: احکام میت بین الشیعہ والسنہ

8: الجمع بین الصلاتین

9 : البیان الجلی در ولایتِ مولا علی علیہ السلام

10: جنازہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

11: کتاب ہذا اولاد رسول علیہم السلام اور جنازہ بتول علیہا السلام

بضعة النبي السيدة فاطمة عليها السلام الزهراء

